www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد

ماهنامه

الله
رسول
محمد

مارچ
2006ء

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر امتِ مسلمہ کا احتجاج؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المرشد

بانی	حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست	حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

مارچ 2006ء محرم/صفر

جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 8

مدیر

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

فہرست

اداریہ	محمد اسلم	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
تصوف کیا ہے؟	امیر محمد اکرم اعوان	6
اکرام التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	12
سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	20
اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے	امیر محمد اکرم اعوان	24
عشق کا امتحان	جاوید چودھری	31
کیا اب بھی......؟	عرفان صدیقی	33
الجھی لکیریں	رانا احمد نواز	35
فرعون لاتعداد ہیں	انجینئر عبدالرزاق اویسی	38
انسان خال خال		
اپریل فول	آصف محمود	39
گوشۂ خواتین	اُم فاران	43
طب وصحت	ڈاکٹر محمد اقبال ظفر	47
حیات طیبہ (سلسلہ وار)	ابوالاحمدین	51
غبارِ راہ (سلسلہ وار)	امیر محمد اکرم اعوان	54

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

انتخاب جدید پریس۔لاہور 042-6314365 ناشر۔پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد، اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد، فون 041-2668819

E-Mail:info@alikhwan.org.pk Web Site: WWW.alikhwan.org.pk موبائل 0301-6045981

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ، ٹاؤن شپ لاہور، فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

اللہ نے یہ سارا نظام آسمانوں اور زمین کا بھی حق وانصاف پر بنایا ہے جس طرح اس کی تعمیر وتخلیق میں ہے ہر شے کو ایک حیثیت اور حق دیا گیا ہے اسی طرح سے اعمال کا بدلہ بھی یقیناً دیا جائے گا مثلاً جیسے کھانا کھانے کا نتیجہ ہے کہ بھوک ختم ہو جاتی ہے پھر اگر درست ہو تو صحت ہوتی ہے خراب ہو تو بیمار کر دیتا ہے۔اسی طرح ایک نتیجہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جائز وسائل سے حاصل کیا گیا تھا یا نہیں جس کا اظہار یقیناً قیامت کو ہوگا اور وہاں کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے گی۔مگر ان کی مصیبت یہ کہ آپ دیکھیں انہوں نے اپنی خواہش نفس کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے کوئی بھی شخص یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی خواہش نفس کی عبادت کرتا ہوں مگر عبادت سے مراد اور حقیقت عبادت تو اطاعت ہے اگر اللہ کے مقابل کسی کی بھی اطاعت کی گئی تو اس کا معنی ہے اس کی عبادت کی گئی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض معبود خواہش نفس ہے اللہ کریم اس سے بچنے کی توفیق دے۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کریم توفیق ہدایت سلب کر لیتے ہیں اور آدمی جانتا بوجھتا غلط راستے پہ چل پڑتا ہے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے کہ قرب الٰہی یا اطاعت الٰہی کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوتی کان ہدایت کی اور حق کی بات سننے سے بند ہو جاتے ہیں اور آنکھوں تک پردہ پڑ جاتا ہے یہ اس گستاخی کی سزا ہے جو دنیا میں ملتی ہے اور یہ ایسی خوفناک سزا ہے کہ جب اللہ ہی نے راستہ دیکھنے اور ہدایت پر چلنے کی توفیق سلب کر لی تو پھر ایسے لوگوں کے لئے کوئی بھی ہدایت کا سامان نہیں کر سکتا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

ستمبر 2005ء کو ڈنمارک کے ایک اخبار نے رسولِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کی شانِ مبارک میں توہین آمیز کارٹون شائع کئے یورپ کے دوسرے ممالک نے اس گھٹیا ترین حرکت کی تقلید کی اور 10 جنوری 2006ء کو ناروے کے اخبار اور پھر فرانس، جرمنی، اسپین اور سوئٹزرلینڈ نے ایک ساتھ مذہبی آزادیوں اور انسانی حقوق کی حدود کو پھلانگتے ہوئے ہتک آمیز کارٹونوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔

مغربی اخبارات کی اس ناپاک جسارت نے جہاں ایک طرف مغرب کے اصل چہرہ کو بے نقاب کر کے تہذیب، شائستگی اور مہذب پن کی سطحی حیثیت کو واضح کیا ہے تو دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اہل مغرب کا بغض وعناد بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ یہ بدترین حرکت اُس گھناؤنی اور گہری سازش کا حصہ معلوم ہوتی ہے جو امریکہ اور اس کے حواریوں نے مسلمانوں کے خلاف شروع کر رکھی ہے۔ بظاہر اس گھٹیا حرکت کو آزادی اظہار کا نام دیا جا رہا ہے لیکن یہ آزادی صرف مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو رہی ہے، یہودیت کے خلاف زبان کھولنے والا سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ چند دن قبل برطانیہ کے مشہور دانشور اور تاریخ دان "David-Irving" کو اس جرم میں تین سال کے لئے جیل بھیج دیا کہ اُس نے یہ ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ جنگ عظیم دوئم میں ہٹلر نے یہودیوں کا قتلِ عام کیا تھا جسے عرف عام میں "Holocaust" کہا جاتا ہے۔ تازہ ترین واقعہ گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ مغرب نے آزادی اظہار کا دوہرا معیار اپنا رکھا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے مسلمان مغرب کے آزادی اظہار کے اس جھوٹے واویلے اور شانِ رسالت مآب ﷺ میں کی گئی اس دلخراش گستاخی پر سراپا احتجاج ہیں۔ یہ احتجاج اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ مسلمان چاہے ایمان کے کسی درجہ میں ہو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا اور یہ محض جذباتی ردعمل ہی نہیں ایمان کا تقاضا بھی ہے، دنیا بھر میں جاری اس احتجاج کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ لندن میں نکالے گئے احتجاجی جلوس کے شرکا کی تعداد دو لاکھ تھی۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنے وسیع پیمانے پر کئے گئے احتجاج کے باوجود 58 اسلامی ممالک کی حکومتیں روایتی انداز میں مجبوریوں اور مصلحتوں کا شکار ہو کر ٹھوس اقدامات کرنے سے تا حال قاصر ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ مغرب کی اس دیدہ دلیری کی ایک بنیادی وجہ عالم اسلام کی موجودہ سیاسی قیادت بھی ہے جو اپنے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے مغرب کی آلہ کار بن چکی ہے اس عوامی احتجاج کا ایک خطرناک پہلو جو خصوصاً پاکستان میں نمایاں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ احتجاجی جلوسوں کے دوران نہ صرف وسیع پیمانے پر توڑ پھوڑ ہوئی، املاک کو نقصان پہنچا بلکہ قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع بھی ہوا۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ آج دنیا کے کسی ملک میں بھی حقیقی اسلامی نظام نافذ نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمان یہ جاننے سے قاصر ہیں کہ اس نوعیت کی جسارت پر احتجاج کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر ۔ نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے ۔ سوچ سمندر

متاعِ فقیر ۔ آس جزیرہ ۔ دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سکھایا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرّم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آسکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

شمعِ ذکر

دنیائے محبت کی روایات پڑھی ہیں
گزری ہیں جو عشاق پہ آفات کڑی ہیں
فریاد نے تیشے سے کیا کوہ کو دولخت
اور قیس پہ بھی گزرے ہیں حالات بڑے سخت
اس دشت میں رانجھا کہ مہینوال ہو کوئی
کوئی کہیں رسوا ہو تو بدحال ہو کوئی
دیکھیں تو سب عشاق کا حاصل ہے غمِ عشق
رتبہ ہو کوئی آخری منزل ہے غمِ عشق
انسان کا عرفان کہ وجدان ...... محبت
حتیٰ کہ ہے انسان کی پہچان ...... محبت
اسلام کے آئین کا عنوان ...... محبت
سرکارِ دو عالمؐ کا بھی فرمان ...... محبت
حاصل ہے محبت ہی کا یہ دین ہمارا
داعی ہے محبت کا نبی ﷺ پاک پیارا
اس عشق سے بندوں کو عجب آن ملی ہے
اک جراتِ رندانہ بعد شان ملی ہے
الفت میں اگر غیر کی دل ہار گیا ہو
پھر اس پہ کرم طیبہ کی سرکار کا کیا ہو
آلامِ زمانہ کا نہ کچھ فکر کرو تم
سیماب اسی ذات کا بس ذکر کرو تم

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

1-جس طرح نماز فرض ہے' روزہ فرض ہے اسی طرح طلب رزق حلال فرضِ عین ہے اور اس کے لئے جائز وسائل اختیار کرنا ویسی ہی عبادت ہے جیسی رکوع اور سجود ہے۔

2-اگر روزی عقل پہ وابستہ کردی جاتی پھر بے وقوف تو بھوکے مر گئے ہوتے حالانکہ ایسا نہیں ہے اُس کی اپنی تقسیم ہے انسان خواہ مخواہ فخر کرتا رہتا ہے۔

3-خواہ کتنا گناہگار ہو لیکن جب اس کے دل کی گہرائی مین یہ خیال پیدا ہو جائے کہ میں اللہ کی طرف راستہ تلاش کروں تو وہ گمراہ نہیں رہتا۔

4-زندگی آسانیوں کا نام نہیں ہے اور آسانی میں جو وقت گزرتا ہے وہ زندگی نہیں ہے۔ زندگی وہی ہے جو مقابلے میں کٹتی ہے' زندگی اُس کی ہے جو مقابلہ کر رہا ہے' نفس کا مقابلہ کرتا ہے' شیطان کا مقابلہ کرتا ہے اور حالات کا مقابلہ کرتا ہے۔

5- کفر کے سارے معاملات دماغ سے چلتے ہیں اور ایمان کے سارے معاملات دل پر مدار رکھتے ہیں۔

6-مشائخ اویسیہ کو اللہ نے یہ قوت دی ہے کہ انہوں نے کاروبار حیات سے روکا نہیں ورنہ تصوف میں اہل اللہ دنیا سے الگ کر دیتے تھے' گھربار چھڑوا دیتے تھے' کھانا پینا ترک کروا دیتے تھے' سونے نہیں دیا جاتا تھا' برسوں مجاہدے کرواتے تھے۔

7-دین قومیتوں سے بالاتر ہے' دین قومیت کی پرواہ نہیں کرتا۔ دین کی حدود و قیود ہیں' ان کے اندر رہے گا تو دین کے اندر ہے اگر ان حدود کو توڑے گا تو دین اُس کی پرواہ نہیں کرتا۔

8-علوم باطنی کے حامل لوگ اگر اپنے آپ کو کچھ سمجھنا شروع کر دیں تو سمجھ لیں کہ ان کی طلب صادق نہیں رہی اور وہ آبِ حیات پی کر مر رہے ہیں۔

9-رائے کی آزادی' جان و مال کا تحفظ' حقوق کی مساوات اگر جمہوریت ہے تو اسلام سے بڑھ کر کوئی اس کی ضمانت نہیں دیتا۔

10-یہ قانون ہے فطرت کا کہ جس تحریک کو اسے کامیاب نہ کرنا ہو اس میں صوفیا کو مداخلت کا حکم نہیں دیتا اور جس تحریک میں صوفی قدم رکھتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تصوف کیا ہے؟ "ایک کیفیت ہے جو دل پر وارد ہوتی ہے"۔

ہندوؤں کے جتنے مجاہدے کوششیں یا محنتیں ہیں وہ مادی عقل میں کوئی کمال پیدا کرنے کے لئے ہیں لیکن تصوف کی ابتدا قلب اور روح سے ہوتی ہے۔

یہ ایک رواج ہو گیا ہے کہ دین پر عمل کی بجائے اعتراض تلاش کر کے دین سے فرار کی راہیں تلاش کی جا رہی ہیں اس لئے کہ دین کو ایک مشقت یا بوجھ سمجھ لیا گیا ہے یہ مشقت اور بوجھ نہیں ہے یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ وہ مشتِ غبار کو اپنی بارگاہ میں حاضری اور حضوری کے شرف سے باریاب فرمائے اور بندہ براہ راست اللہ کریم کو سجدہ کرے۔ تصوف یہ ہے کہ عمل میں خلوص اور خلوص میں مزید گہرائی پیدا ہو جائے۔

10 جولائی 2005ء کو دارالعرفان منارہ میں امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کا فکر انگیز خطاب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض لوگوں کو عدم علم کی وجہ سے یہ اعتراض ہوتا ہے اور بہت بڑا اعتراض ہے کہ مسلمانوں میں تصوف، مراقبات یا اس طرح کی چیزیں جو ہیں یہ ہندوؤں سے آئی ہیں اور اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندو جوگی جو تھے وہ بڑے چلے کاٹتے تھے، بھوک پیاس برداشت کرتے اور بڑی مشکلات سے گزر کر مختلف قسم کے کمالات حاصل کرتے تھے۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اصل لفظ "تزکیہ" ہے، تصوف کوئی شے نہیں ہے تصوف لفظ "تزکیے" کے ترجمے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کا جب ترجمہ عجمی زبانوں میں ہوا تو قرآن نے جو عربی لفظ "تزکیہ" استعمال کیا تھا اُس کا ترجمہ "تصوف" کیا گیا۔ تزکیہ کا مطلب عربی میں پاک صاف کرنا ہے اور تصوف فارسی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب بھی صفائی کرنا اور پاکیزہ رہنا ہے۔ چونکہ ہم اہل عجم ہیں اس لئے ہم میں "تصوف" معروف ہو گیا اور اصل لفظ "تزکیہ" پس پردہ چلا گیا۔

انسان میں دو طرح کی قوتیں ہیں ایک مادی وجود کی اپنی قوت ہے اللہ نے انسان کو دماغ دیا ہے اور دماغ میں عجیب و غریب طرح طرح کی قوتیں ہیں۔ دنیا میں جتنی آپ ایجادات دیکھ رہے ہیں یہ سب دماغ ہی کی کاوش ہے۔ مادی دنیا میں جتنی تبدیلیاں دیکھ رہے ہیں یہ ساری دماغ کی سوچ ہے اور بے شمار عجائبات اُس نے ایجاد کر لئے ہیں۔ اسی طرح دماغ کو اگر کسی جگہ پر یکسو کر دیا جائے تو یہ جتنے مجاہدے غیر مسلم کرتے ہیں اس میں صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ دماغی قوت کو کسی ایک جگہ مرتکز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُس کے مختلف شعبے ہیں جیسے "ٹیلی پیتھی" ہے۔ ٹیلی پیتھی والے ایک موم بتی سے یا کسی چھوٹی سی روشنی سے مسلسل دیکھتے رہنے کا عمل شروع کریں گے پھر وہ بڑھتے' بڑھتے' بڑھتے شاید اتنی بھی قوت حاصل کر لیتے ہیں کہ گھنٹوں سورج کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اُس دیکھتے رہنے سے کیا ہوتا ہے؟ باقی ساری سوچیں تج کر دماغ ایک نقطے پہ مرتکز ہو جاتا ہے اور بہت سے مادی عجائبات اُس سے ظہور میں آتے ہیں اور بہت بڑی بات ہے کہ وہ یہاں بیٹھا ہوتا ہے اور بات دنیا کے دوسرے سرے کی کر دیتا ہے اور وہ بات بھی ٹھیک ہوتی ہے۔ افریقہ کے غیر مہذب اور جنگلی قبائل میں ایک قبیلہ ایسا بھی پایا گیا جو اس دماغی قوت کو تربیت دے کر اس کو اس قابل بنا لیتے تھے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہ کہیں ادھر اُدھر جاتے تو گھر والوں کے ساتھ وقت مقرر کر لیتے کہ فلاں وقت میں آپ سے بات کروں گا۔ اُدھر وہ یکسو ہو کر بیٹھ جاتا' اِدھر گھر والے یکسو ہو کر بیٹھ جاتے خواہ کتنا فاصلہ بھی ہوتا اُس کی بات یہ سمجھ جاتے اور جو جو یہ سوچتے وہ اُس کے دماغ میں آ جاتی لیکن یہ سب کچھ مادی قوت سے ہوتا ہے اور مادی وجود پہ موثر ہوتا ہے یعنی زیرِ آسمان اور بالائے زمین۔ جو کام ہم کسی مشین سے کر سکتے ہیں جیسے ٹیلی ویژن سے یا ٹیلی فون سے دور کی بات سن سکتے ہیں اُسی طرح اگر دماغی قوتوں کو جلا بخشی جائے اور بھوک پیاس کاٹی جائے' نیند کم کی جائے' باتیں کم کی جائیں' دماغ کو ایک جگہ یکسو رکھا جائے تو اس طرح کے عجائبات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

مغرب میں تو اب اس پر بہت کام ہوا ہے اور وہ شعبدہ بازیاں دکھاتے بھی رہتے ہیں۔ ٹیلی ویژن پہ بھی دکھاتے ہیں کہ ایک شخص نے نگاہ مرکوز کی ایک گلاس پر اور جیسے جیسے وہ نگاہ اُوپر اٹھاتا گیا' گلاس اُوپر اٹھتا گیا یا اُسنے اُسے دوسرے ٹیبل پہ رکھ دیا' اس طرح کی چیزیں ہوتی ہیں!

بالکل یہی کچھ ہندوؤں کے پاس بھی ہے لیکن جو تصوف اہل اسلام کا ہے وہ اسلام کی بنیاد ہے۔ فرائض نبوت جس طرح قرآن حکیم نے ارشاد فرمائے ہیں **یتلوا علیھم ایتِہٖ ویز کیھم ویعلمھُم الکِتٰبَ والحکمتہ.** چار فرائض نبوت ارشاد فرمائے گئے ہیں جن میں پہلے "دعوت الی اللہ" ہے۔ یہ فرائض نبوت ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرائض میں سے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ' اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں' اللہ ہی کی باتوں سے' اللہ کی آیات سے۔ **یتلوا علیھم ایتِہٖ. ویز کیھم** . جو بھی قبول کرتا ہے اُس کا تزکیہ فرما دیتے ہیں اور اُس کے بعد **ویعلمھم الکِتٰبَ والحکمتہ.** پھر انہیں اللہ کی کتاب اور اُس کے مفاہیم حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

تو یہ تزکیہ جو ہے یہ تعلیم کتاب وحکمت سے مقدم ہے اور ایمان لانے کے ساتھ اس کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر میں اللہ کریم نے وہ قوت ودیعت فرمائی کہ اول و آخر ساری کائنات کے قلوب اُس قلب اطہر سے روشن ہوئے۔ آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں اور بالواسطہ ساری انسانیت کے نبی اور رسول ہیں۔ باقی انبیاء جو ہیں اُن کو جو فیضان اور برکات نصیب ہوئیں اُس میں بھی توسل نبی کریم ﷺ کا ہے۔ سارے نبی' نبی ہیں لیکن حضور ﷺ کے سارے اُمتی بھی ہیں اور باقی اُمتوں کو جو برکات پہنچیں اپنے انبیاء علیھم السلام سے اُس کی بنیاد بھی ذات اقدس محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ چونکہ آپ ﷺ رحمتہ للعلمین ہیں ساری کائناتوں کے لئے جہاں تک اللہ کی کائناتیں ہیں جہاں تک اللہ کی مخلوق ہے' "عالمین" میں ایک اللہ جل شانہٗ کی ذات کو چھوڑ کر باقی جو کچھ ہے سب کچھ شامل ہے تو اللہ کے بعد اللہ کی ساری تخلیق جہاں تک ہے اُس کے لئے رحمت ہیں محمد رسول اللہ ﷺ! تو قلب اطہر ﷺ میں وہ قوت تھی کہ روزِ اول سے تا بعثت بھی جتنے قلوب منور ہوئے بنیادی طور پر وہ روشنی قلب اطہر محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی گئی اور جب خود مبعوث ہو گئے تو نورٌ علیٰ نور ہو گیا اب قیامت تک جو دل بھی روشن ہو گا وہ روشنی محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل کرے گا۔ یہ بات عقل کی نہیں دل کی ہو رہی ہے' مادے کی نہیں روح کی ہو رہی ہے۔!

ہندوؤں کے جتنے مجاہدے یا کوششیں یا محنتیں ہیں وہ مادی عقل میں کوئی کمال پیدا کرنے کے لئے ہیں اور تزکیے کی ابتدا قلب سے اور روح سے ہوتی ہے۔ صوفیا نے یہ طریقہ ضرور اختیار کیا کہ غذا کم کر دی جائے' کم سویا جائے' کم باتیں کی جائیں لیکن نبی کریم ﷺ نے تو ایسا کوئی حکم نہیں دیا کہ کوئی بھوکا رہے یا کوئی راتوں کو جاگتا رہے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین عبادت کے شوق میں شب بھر عبادت کرتے اور دن کو مزدوری کرنا ہوتی تو نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ عبادت بھی کرو آرام بھی کرو۔ تمہارے جسم کا بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ عبادت کے وقت عبادت کرو

www.naqshbandiaowaisiah.com

آرام کے وقت آرام بھی کرو، جو میسر ہو حلال پاکیزہ اچھا کھاؤ، لباس اچھا رکھو، بات چیت، انداز گفتگو میں اچھا پہلو اختیار کرو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کاروبار بھی کئے، تجارتیں بھی کیں جنگیں بھی لڑیں، جہاد بھی کئے، حکومتیں بھی کیں، سیاست بھی کی کونسا زندگی کا عمل ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے نقوش کف پا میسر نہیں ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ نے محنت و مزدوری تک کی، آپ ﷺ نے اُجرت پر بکریاں چرائیں، آپ ﷺ نے تجارتی قافلوں کی سرداری فرمائی، آپ ﷺ نے برادریوں کی جنگوں میں سمجھوتے اور صلح کرانے میں حصہ لیا، بیت اللہ شریف کے جھگڑے نمٹانے میں حصہ لیا اور بعثت عالی کے بعد زندگی کے تمام امور میں حضور ﷺ کے نقش کف پا آج بھی نور بکھیر رہے ہیں۔ جنگوں میں آپ ﷺ جرنیل بھی تھے، دوستوں میں دوست بھی تھے، قاضی بھی تھے، مفتی بھی تھے، امام بھی تھے، خطیب بھی تھے، حافظ بھی تھے عالم بھی تھے اور ریاست کے امیر اور حکمران بھی تھے ﷺ۔

دماغ کو جو دنیا سے الگ کر کے دماغی قوتوں کو جلا بخشنے کے لئے غیر مسلموں نے محنت کی، روح کو جلا بخشنے کے لئے تمام دنیاوی امور کرتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ نے ارواح کو قلوب کو جلا بخشی۔ اور کتنی روشنی بانٹی کہ جو لوگ حضور ﷺ کے سامنے آئے یا آپ ﷺ کے عہد میں ایمان لائے اور آپ ﷺ سے اُن کی ملاقات ہوئی وہ "صحابیت" پہ فائز ہوئے۔ اب بظاہر مطلب تو "صحبت یافتہ" ہے لیکن اصطلاح میں صحابی اُس کو کہتے ہیں جو صحبت محمد رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے باقی غیر صحابہ میں سب سے افضل ہو امانت میں، دیانت میں، نیکی میں، ورع تقویٰ میں ہر طرح سے اللہ کے نزدیک جس کی عظمت موجود ہو!

اب یہ صحابی بنانے کے لئے کتنا مجاہدہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کرایا؟ ایک نگاہ...... وہ قلب اطہر ﷺ جو ازل سے روشنیاں بانٹتا آ رہا ہے اور جس نے ابد تک بانٹنی ہیں، جب سے دنیا بنی ہے سارا نور تقسیم کر رہا ہے جب تک دنیا باقی ہے اُسے نور تقسیم کرنا ہے۔ اب اُس کے سامنے جو آ گیا اُسے تو وہی ایک لمحہ اُس کے لئے تو وہ کافی ہے وہ صحابی ہو گیا۔ اب یہ شرف صحابیت جو ہے یہ تزکیے کی وجہ سے ہے یا آپ کہہ سکتے ہیں تصوف کی وجہ سے ہے۔ اگر تزکیے کا ترجمہ کریں تو تصوف بنتا ہے۔ تو یہاں تک تو سب کو مسلم ہے کہ یہ تزکیہ ہو گیا لیکن اُس تزکیے کا نام تصوف رکھ دو تو پھر کہتے ہیں یہ ہندوؤں سے آ گیا۔ کیسی عجیب بات ہے!

پھر اس کا ایک اثر ہوتا ہے غیر مذاہب کے لوگ یا کوئی مسلمان بھی اگر عقلی دماغی قوتوں کو جلا بخشنا چاہے اور اُس طرح کی چلہ کشیاں اور مجاہدے اور شیطانی وظائف شروع کر دیتے ہیں، کفر یہ کلمات اُس میں کچھ شیطان بھی مدد کرتا ہے تو ایسے لوگوں کا کردار تباہ ہوتا جاتا ہے۔ اُن میں سے شرافت نکلتی جاتی ہے بُرائی بڑھتی جاتی ہے اور لوگوں کے لئے ایذا کا سبب بن جاتے ہیں۔ یعنی اُس کا عملی زندگی میں حاصل یہ ہوتا ہے کہ عملی زندگی میں آدمی بدکار ہو جاتا ہے، بے عمل ہو جاتا ہے، عقائد تباہ ہو جاتے ہیں۔

تصوف کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس میں جو بدکار بھی آتا ہے اُس کا سفر نیکی کی طرف شروع ہو جاتا ہے اور اب یہ سمجھ لینا کہ فلاں شخص اللہ اللہ بھی کرتا ہے اور وہ گناہ بھی کرتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ دن بھر میں سو گناہ کرتا ہے اور اللہ اللہ کرنے کے بعد پچاس کر رہا ہو تو آپ اُس کے پچاس گناہوں کو گنتے رہیں گے لیکن یہ نہیں دیکھیں گے کہ وہ کہاں سے واپس آیا اور کہاں پہنچ گیا اور اللہ نے اُسے استقامت دی اور وہ کرتا رہا تو اللہ اُس کی اُن پچاس سے بھی جان چھڑا دے گا چونکہ یہ تو ایک سفر ہے!

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھُم من الظلمتِ الی النور. اللہ دوست ہے ایمان والوں کا اور انہیں تاریکی سے نور کی طرف سفر کراتا ہے۔نکالتا ہے تاریکی سے روشنی کی طرف۔ والذین کفروا اولیٰھُم الطاغوت.اور جو کافر ہیں اُن کے دوست ہوتے ہیں شیطان۔ یخرجونھُم من النور الی الظلمتِ ۔انہیں نور سے روشنی سے اندھیروں اور تاریکیوں کی طرف وہ لے کر چلتے ہیں۔یعنی جو اُس جھمیلے میں پڑتا ہے جو ہندوؤں سے آیا چلہ کشی وغیرہ تو عملی زندگی میں وہ بُرائی کی طرف بڑھتا جاتا ہے اور جو تزکیے کی طرف آتا ہے عملی زندگی میں بُرائی چھوڑ کر نیکی کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتا ہے!

ہمارے ہاں ایک بڑا عجیب رویہ ہے جو دنیا کی زندگی میں تو ہم اختیار نہیں کرتے۔مثلاً ایک بہت پڑھا لکھا آدمی ہے'پی۔ایچ۔ڈی ہے' ڈاکٹر ہے لیکن اگر اُس نے ڈرائیونگ سیکھی نہیں ہے تو وہ گاڑی چلانے کی کوشش نہیں کرتا اور اُسے کوئی باق نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں نے ڈرائیونگ نہیں سیکھی' مجھے ڈرائیور چاہیے اُس میں اُسے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتا۔دنیا کی زندگی میں جسے جو کام نہیں آتا' وہ نہیں کرتا۔دین کی جب بات آتی ہے تو جس نے دین کا کوئی ایک شعبہ بھی پڑھ لیا وہ سمجھتا ہے کہ اب وہی دین ہے جو میں کہتا ہوں دین کے بھی بے شمار شعبے ہیں' مفسر ہیں' محدث ہیں' فقہا ہیں' اسی طرح ایک شعبہ"صوفیا"کا بھی ہے"تزکیے"کا بھی ہے اور جس نے سارا دین پڑھ لیا لیکن تزکیے کا مطالعہ ہی نہ کیا.............! پھر یہ مطالعہ سے نہیں آتا' یہ ایک کیفیت ہے اور یہ حاصل کرنا پڑتی ہے' وارد کرنا پڑتی ہے دل پر۔اُس نے یہ کیا ہی نہیں۔میں نے آج تک ایک عالم دیکھا ہے ایک عالم کے بارے مجھے علم ہے کہ اُسے کسی نے حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں فتویٰ حاصل کرنے کے لئے لکھا کہ یہ اس طرح کرتے ہیں اور یہ کیا ہے اور اس کو دین بھی سمجھتے ہیں؟ تو ایک بندے نے جواب لکھا تھا کہ میں تصوف کے بارے کچھ نہیں جانتا اس لئے میں اس میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔ورنہ جسے دیکھو وہ اپنی ایک رائے رکھتا ہے اور ایک فتویٰ لئے پھرتا ہے اور بالخصوص ہمارے وہ دانشور جو مغرب سے اسلامیات میں پی۔ ایچ۔ڈی کر کے آتے ہیں وہ بہت زیادہ بھڑکتے ہیں' کچھ مقامی حضرات بھی ہیں۔اب اُن کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں یہ ہمیں تو نہیں آتا' ہم تو اس کو نہیں جانتے' بھئی! جو چیز آپ کو نہیں آتی اُس کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے یا جو آپ نہیں جانتے وہ دنیا میں ہے.........!اب کتنی چیزیں ہیں جو ہم نہیں جانتے وہ دنیا میں ہیں' ہمارا جاننا تو شرط نہیں ہے۔اگر ہم نہیں جانتے تو یہ کمی ہم میں ہے۔یہ جو باہر سے پی۔ایچ۔ڈی کرتے ہیں اسلامیات میں ان کا حال بھی سن لیں مجھے ایک دفعہ کینیڈا میں مانٹریال یونیورسٹی جانے کا اتفاق ہوا۔مانٹریال کینیڈا کا ایک بہت بڑا شہر ہے اُس کے وسط میں مانٹریال یونیورسٹی ہے۔بہت بڑا پورا شہر ہے یونیورسٹی بھی۔وہاں کچھ طالب علم تھے' کچھ بچیاں کچھ بچے انڈونیشیا سے مسلمان تھے انہوں نے مجھے دعوت دی وہاں آنے کی مانٹریال یونیورسٹی گیا۔اُن سے ملاقات ہوئی اور پوچھا کہ شعبہ جو ہے اسلامیات کا وہ کہاں ہے۔اسلامیات میں پی۔ایچ۔ڈی کرتے ہیں' ہمارے اسلام آباد میں بھی ہیں جو اسلامیات میں پی۔ایچ۔ڈی مانٹریال سے کر کے آئے ہیں تو پتہ چلا کہ جی شعبہ جو اس یونیورسٹی کا اسلامیات کا ہے وہ چرچ کے ایک حصے میں ہے' گرجا گھر ہے یونیورسٹی کا۔اور وہ گرجا گھر بھی ایک پوری آبادی کا درمیان میں گرجا گھر ہے اور ارد گرد بہت بڑی عمارتیں ہیں اور وہ جو اپنے مذاہب میں مختلف مذاہب میں یہودیت میں عیسائیت میں پی۔ایچ۔ڈی کرتے ہیں اُن کے شعبے ہیں اُن میں کچھ کمرے اسلام کے لئے بھی تھے جو اسلام میں پی۔ایچ۔ڈی کرتے ہیں اُن لوگوں کے لئے۔تو پتہ کرنے پر پتہ چلا کہ تیرہ اُستاد ہیں جو اسلامیات میں پی۔ایچ۔ڈی کراتے ہیں اُن میں سے گیارہ یہودی ہیں ایک خاتون اور ایک مرد دو مسلمان ہیں وہ بھی کینیڈین مسلمان ہیں۔اب یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

جو پی۔ایچ۔ڈی کرائیں گے اور جو سمجھائیں گے وہ کونسا اسلام ہوگا؟ جب میں وہاں گیا تو زیر بحث مسئلہ یہ تھا اُن کے کہ جب جرابیں پہنی ہوتی ہیں تو پھر پاؤں دھونے کی کیا ضرورت ہے۔یہ ایک فضول سا کام لوگوں پہ آپ نے لاد رکھا ہے کہ اب صبح اُس نے پاؤں دھوئے جرابیں پہن لیں تو پھر وہ جرابیں اُتارتے اور وضو میں پاؤں دھوئے یہ خواہ مخواہ مولویوں نے یہ اُوپر چڑھا دیا ہے۔

تو میں سوچ رہا تھا کہ یہ تو طے شدہ ایک مسئلہ ہے اسلام میں اور جرابوں کی ایک خاص موٹائی رکھی گئی ہے کہ جس میں سے باہر کا اثر اندر پاؤں تک نہ جائے اُس میں مسح کر لیتے ہیں جوتے اُتار کر تو دھونے کی ضرورت تو نہیں ہوتی۔لیکن اگر اتنی پتلی ہو باہر سے جو گرد آتا ہے اُس سے اٹھتا ہے یا باہر سے کوئی قطرہ گرتا ہے تو فوراً اندر گزر جائے تو اُس میں تو تحفظ کوئی نہیں تو پھر اُس میں تو اُتار کر پاؤں دھونا چاہئے' جبکہ ہمارے ہاں اہل حدیث حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے یہ جو میں عرض کر رہا ہوں یہ ''احناف'' کا قاعدہ ہے اہل حدیث حضرات جو ہیں وہ مطلق جراب ہو جتنی بھی باریک ہو اُس پہ مسح کر لیتے ہیں' یہ فروعی اختلافات ہیں۔یعنی اس کا بھی جواز موجود ہے پھر اس پر بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے!

تو اس طرح کے بے تکے سے اعتراضات وہ کرتے رہتے ہیں جن کا اثر ہوتا ہے اُن پر پڑھانے والے یہودی ہوتے ہیں اور پڑھنے والا اسلامیات میں پی۔ایچ۔ڈی کر رہا ہوتا ہے پھر جب وہ یہاں آتے ہیں تو وہ نئے نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں۔حالانکہ عجیب بات یہ ہے کہ عیسائی ہوں یا یہودی اُنکے اپنے جو اہل علم ہیں یہ انہیں پادری کہتے ہیں عیسائی اور یہودی ربی کہتے ہیں اُن کے روحانی کمالات کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔بندہ تو بندہ رہ گیا' عیسائی فلمیں بنائیں گے تو اُس میں صلیب کا کہیں نہ کہیں کردار ہوگا کہ صلیب کی وجہ سے فلاں صحت یاب ہو گیا' صلیب کی وجہ سے فلاں کا یہ کام ہو گیا اور پادری کے پاس گیا اُس نے یہ کیا تو اُس کا یہ کام ہو گیا۔

بلکہ مجھے وہاں ایک دفعہ نیویارک سے سان فرانسکو جانے کا اتفاق ہوا تو ہوائی جہاز کا تین گھنٹے کا راستہ ہے۔تو ہوائی جہاز میں انہوں نے ایک فلم دکھائی کہ ایک عیسائی ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پہ وہ بت بنا ہوا ہے اور وہ بندے جمع کرتا ہے جس کو وہ دونوں ہاتھوں اس طرح لگاتا ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے پھر وہ اُس بت کے پاؤں چومتا ہے اور وہ فلاں بیمار ٹھیک۔پوری فلم تین گھنٹے کی انہوں نے دکھائی۔یہ اُس میں کمالات کے قائل ہیں یہودی اپنے اہل علم کو ''ربی'' کہتے ہیں اور اُن کے کمالات کے قائل ہیں بلکہ جب تک وہ ربی ''کوشر'' نہ کر دے ''کوشر'' عبرانی کا لفظ ہے۔جس طرح ہم حلال کہتے ہیں اس کا متبادل ہے اور وہ کوشر نہ کرے تو کوئی کھاتے پیتے نہیں اور ہمارے بعض مغرب میں رہنے والے مسلمان بھی یہودیوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں کہ یہ ''کوشر'' ہوتا ہے ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے کہ وہ کوشر کرتے کیسے ہیں۔جانور ہے تو کاٹ کر گوشت رکھ دیتے ہیں سبزی دال آٹا گھی ہر کھانے والی چیز کو وہ کوشر کرتے ہیں۔چیزیں رکھ دیتے ہیں۔وہ ربی آتا ہے اُس کے ہاتھ میں ایک پتلی سی چھڑی ہوتی ہے وہ کچھ بڑ بڑاتا جاتا ہے منہ اور چھڑی سے اُن چیزوں کو چھوتا جاتا ہے وہ کوشر ہو جاتا ہے حلال ولال کوئی نہیں ہوتا لیکن ربی کے کمالات کے وہ قائل ہیں۔

جب مسلمانوں میں صوفیا' کا اہل اللہ کا اولیاء اللہ کا تذکرہ آئے تو وہ کہتے ہیں یہ سارا فراڈ ہے اپنے اپنے مذہب میں اپنے پیشواؤں کے کمالات کے سارے قائل ہیں۔اسلام کی جب بات آتی ہے ہمارے ہاں یہ فیشن ہو گیا ہے کہ جو بات مغرب کرے وہ بڑی مستند ہوتی ہے۔حالانکہ سب سے بڑا جھوٹ وہ ہوتا ہے جو مغرب والے بولتے ہیں۔وہ ٹیکنیکل بولتے ہیں' ہم تو جھوٹ بولتے ہیں تو پکڑے جاتے ہیں ہمارے چہرے پر تاثر جھوٹ کا اُبھر آتا ہے اور وہ ٹیکنیکل پورے اعضاء و جوارح کو بھی اُس طرح کی ایکٹنگ کر کے' آنکھوں ہاتھ ناک پاؤں کو بھی قابو رکھ کے جھوٹ

www.naqshbandiaowaisiah.com

بولتے ہیں کہ بندہ سچ ہی سمجھے۔ اب جو ایک خدا کے بھی قائل نہیں رہے اُس میں بھی تثلیث کو داخل کر دیا ہوا ہے وہ کونسی بات سچی کریں گے وہ کونسی کھری کریں گے' ہمارے ہاں ہم جس کو سخت جھوٹا سمجھتے ہیں پھر بھی ہمارے لوگوں کا ایک محاورہ ہے۔ یہ بہت جھوٹا ہے بس ایک بات ہے کہ اگر یہ کہے کہ اللہ ایک ہے تو وہ تو ہے ہی ایک وہ تو اُس کی بات ماننی پڑے گی باقی اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں۔

یعنی جسے ہم بہت جھوٹا سمجھیں اُس کے پاس بھی ایک سچائی تو ہے وہاں تو وہ بھی گئی اللہ کو انہوں نے تین میں بانٹ دیا۔

تو یہ ایک رواج ہو گیا ہے کہ دین پر عمل کی بجائے اعتراض تلاش کئے جائیں اور دین سے فرار کی راہیں تلاش کی جائیں اس لئے کہ دین کو ایک مشقت یا ایک بوجھ سمجھ لیا گیا ہے یہ مشقت اور بوجھ نہیں ہے یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ وہ مشت غبار کو اپنی بارگاہ میں حاضری اور حضوری کے شرف سے باریاب فرمائے اور دن میں پانچ بار فرائض ادا کرے اور براہِ راست اللہ کریم کو سجدہ کرے۔

اور پھر تصوف و تزکیہ یہ ہے کہ اُس عمل میں خلوص اور خلوص میں مزید گہرائی پیدا ہوتی جائے۔ اس کے لئے جو تھوڑا بہت وقت ہمیں سال میں یہ ملتا ہے اس میں ہر ساتھی کو کوئی ایک دن کے لئے آتا ہے کوئی دو کوئی دس کے لئے تو کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ اس اجتماع میں جتنا وقت لگتا ہے اُس میں دنیوی امور کی طرف توجہ کم کی جائے فارغ ہو کر آئیں اور فارغ ہو کر' جا کر اپنے کام کریں۔ جس طرح ہم نماز کے لئے نیت کرتے ہیں تو ہر طرف سے فارغ ہو کر تکبیر کہہ کر اس طرح تکبیر کہہ کر اپنے وقت کو شروع کریں اور پوری توجہ ذکر اذکار پر تلاوت پر اطاعت الٰہی پر ایک ٹریننگ ہے ایک تربیت ہے کہ ہمارے مزاج میں ہماری آرزوں میں ہماری فکر میں ایک مثبت تبدیلی آئے تو کوشش کریں یہ یاد رکھیں کہ یہاں جو وقت آپ لے کر آتے ہیں یہ حصول برکات کے لئے ہے۔ دنیوی معاملات اور جھگڑے جھیڑے اگر آپ یہاں بھی لے آئیں گے اور انہی پر بحث کرتے رہیں گے تو جس مقصد کے لئے آئے ہیں اُس میں نقصان ہوگا! زندگی خود ایک مسئلہ ہے اور کوئی ایسا انسان روئے زمین پر نہیں ہے جس کے ساتھ مسائل نہ ہوں۔ صحت و بیماری کے' مالی پریشانیوں کے' لین دین کے' گھریلو جھگڑوں کے' میاں بیوی کے جھگڑے اور اولاد باپ بیٹوں کے جھگڑے پڑوسیوں اور ملنے جلنے والوں کے یہ زندگی کا ایک نظام ہے اور یہ اسی طرح چلتا ہے اور اسی خارزار میں آدمی کو دامن بچا کے گزرنا ہوتا ہے تو کسی ایک کے لئے دنیا کا نظام نہیں بدلتا۔ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بیماریاں بھی آئیں' صحت بھی آئی' افلاس بھی آیا' امارت بھی آئی۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حکومتیں بھی کیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بے بسی اور ظلم سے قتل بھی کیا گیا ہر طرح کے حالات و واقعات ایک اللہ کا بنایا ہوا نظام ہے اور اُس میں ہمیں وقت بسر کرنا ہے اور اُس سب کا علاج یہ ہے کہ اللہ کریم سے وابستگی رہے۔ دل اللہ سے وابستہ ہو تو اس خارزار میں بھی راستے محفوظ راستے بنتے چلے جاتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا آسرا بھی چھوٹ جائے تو زندگی سوائے خارزار کے کچھ نہیں رہتی۔ تو جو وقت یہاں لگے اللہ توفیق دے اُس میں کچھ ایسی ہم تربیت حاصل کرلیں کہ یہاں سے باہر جا کر بھی زندگی اُس ڈگر پہ چل نکلے۔ زیادہ اوقات یاد الٰہی میں بسر ہوں' زیادہ اوقات درود شریف میں بسر ہوں زیادہ اوقات اپنے اللہ کی حاضری میں ہوں' قیام امن کی کوششیں کی جائیں۔ اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق بھی دے ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمارے دلوں کو روشن فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العٰلمین

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیرالمکرمؒ مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، کے فی البدیہہ

خطبات پر مشتمل زیرِ طبع تفسیر قرآن حکیم

"اکرم التفاسیر"

سے اقتباس...........

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 5-8-2005

الحمد للّٰہ رب العٰلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبہٖ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیمo

بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیمo

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃo وما تقدمو لا انفسکُم من خیرٍ تجدوہُ عنداللّٰہo ان اللّٰہ بما تعلمونَ بصیرُ‘o وقالو لن یدخل الجنتہ الا من کان ھوداً اونصرٰیo تلک اما نیھُم . قل ھا توابرھانکُم ان کنتم صٰدقینo بلیٰ من اسلم وجھہ‘ للّٰہ وھوا محسن ٌ فلہ‘ اجرُہ‘ عند ربہٖ ولا خوف ٌ علیھم ولاھُم یحزَنونَo

اللھم سبحنکَ لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیمo

مولایَ صلِ وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک من زانت بہ العصُروا

سورۃ البقرہ ہم تسلسل سے پڑھ رہے ہیں الحمدللہ اور بنی اسرائیل کی بات چل رہی ہے۔ پچھلے جمعہ پر ہم نے جہاں چھوڑا تھا وہاں اُن کے رویوں اور اُن کی خواہشات کی بات تھی کہ وہ ہر حلیہ کرتے ہیں اور ہر وہ رویہ اپناتے ہیں جس سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کر سکیں۔ ود کثیر ٌ من اھل الکتٰب لو یردُ ونکُم من بعد ایمانکُم کفاراً o کہ اہل کتاب خواہ نصاریٰ ہوں خواہ یہود اُن کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ تمہیں ایسی چیزوں میں ایسے امور میں، ایسی باتوں میں، کھانے پینے کے ایسے نظام میں الجھائیں کہ تم ایمان سے خارج ہو جاؤ اور وہ نہیں چاہتے کہ اللہ کی طرف سے تم پر رحمتیں نازل ہوں اور فرمایا اس سے درگزر کیجئے، برداشت کیجئے اُس وقت تک جب تک اللہ کا حکم آ جائے، اسلئے کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ پھر اُس کے بعد جہاد کا حکم آ گیا۔ لیکن ایک طریقہ اُس وقت بھی ارشاد فرما دیا گیا جو آج بھی ویسا ہی موثر ہے جیسا اُس وقت تھا کہ یہود و نصاریٰ جو کوشش کرتے ہیں کبھی کھانے کی چیزوں میں حرام ملا دیتے ہیں اب دنیا پہ انہوں نے سودی نظام مسلط کر رکھا ہے۔ جس میں ہم بھی پھنسے ہوئے ہیں ایک نظام ہی ایسا ہے کہ جو سود نہیں کھانا چاہتا اُس کے حق تک بھی اُس کا غبار جاتا ہے۔

اور ایک حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ جو سود نہیں کھانا چاہتا اُس کے حلق تک بھی سود کا غبار جائے گا۔ تو اب ہمارا عالم وہی ہے کہ جو سود نہیں کھانا چاہتا وہ بھی جس معاشی نظام سے وابستہ ہے وہ تو سودی ہے۔ تو یہ ساری کوششیں اُن

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی اُٹھ لئے ہیں کہ مسلمانوں کو دین برحق سے گمراہ کر سکیں ۔اب اس میں بہت سی چیزیں جسے وہ تہذیب کہتے ہیں یا آجکل ذرائع ابلاغ بہت ترقی کر گئے ہیں ۔تو ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف انٹرٹینمنٹ کے ذریعے پھر تحریر و تقریر کے ذریعے ہر طرح سے مالی معاملات کے ذریعے وہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور اُس کا جواب یہ ہے کہ

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ. دو کاموں کا اہتمام کیجئے گا ایک تو عبادات کو یقینی کر لیجئے کہ اللہ کے فرائض ہر قیمت پر ادا کرنے ہیں فرائض میں کبھی کوتاہی نہ ہو اور جب تک حواس سلامت ہیں کسی کے لئے رخصت نہیں ہے ۔ہاں آدمی کے حواس کھو جائیں بے ہوش ہو جائے وہ الگ بات ہے ۔جب تک حواس سلامت ہیں' بیماری' عذر ہر ایک کا علاج ہے پانی نہیں ہے تیمم کر لو' خطرہ ہے وضو کرنے کے لئے جانے میں تیمم کر لو بیماری کا ڈر ہے کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کے پڑھو' لیٹ کے پڑھو' اشارے سے پڑھو لیکن ضرور پڑھو۔واقیمو الصلوۃ۔نماز کو قائم کرنے سے کیا ہوگا کہ وہ تو اتنے حربے کر رہے ہیں ہم صرف نماز قائم کرتے رہیں فرمایا

ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر. جو بندہ اللہ کی عبادت باقاعدگی سے کرتا ہے اور فرائض ادا کرتا رہتا ہے تو فرائض کی ادائیگی اُسے بے حیائی اور بُرائی سے بچا لیتی ہے۔یعنی وہ تمہیں بے حیا بنانا چاہتے ہیں وہ تمہیں بُرائی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں ہمارے ہاں ایک اور بڑی ہمیں غلط فہمی ہے کہ دین نام ہے اللہ کریم کی اطاعت کا سودے بازی کا نام نہیں ہے کہ میں تیری نماز پڑھتا ہوں تو میرا یہ کام کر دے یہ دین نہیں ہے وہ مستحق ہے عبادت کا' ساری نعمتیں جو ہمارے پاس ہیں ہمیں اُس نے دی ہیں اور جو اُس نے نہیں دیں یہ بھی اُس کا حق ہے کہ جو چاہے دے جو چاہے روک لے۔لیکن وہ ایسا کریم ہے کہ جو چیز ہم سے روک لیتا ہے اُس کا رُک جانا بھی ہمارے فائدے میں ہوتا ہے اگر ہمیں سمجھ نہ بھی آئے تو یہ جان لیجئے۔

ایک معمولی سی بات ہے کہ ایک بچہ چمکدار چاقو کو دیکھ کر لپکتا ہے چھری کو دیکھ کر لپکتا ہے لیکن اُس کی ماں اُس سے وہ چھری یا چاقو تو لے لیتی ہے اُسے کوئی اور پنسل پکڑا دیتی ہے کوئی اور کھیلنے کی چیز پکڑا دیتی ہے اب وہ بچہ تو شور کر رہا ہے کہ مجھ سے چھری چھین لی گئی لیکن وہ نہیں سمجھتا کہ اس چھری سے وہ اپنا نقصان کر سکتا ہے۔اللہ کا کام اپنی مخلوق پر بچے کے ساتھ ماں کے کرم سے کہیں زیادہ ہے اور جو چیزیں وہ اپنی مخلوق کو نہیں دیتا اس لئے نہیں دیتا کہ اُس میں مخلوق ہی کا نقصان ہے' اُسے محروم نہیں رکھتا اُس کے بدلے کچھ دے دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بندہ مومن کی دعا رائیگاں نہیں جاتی ہر دعا جو وہ کرتا ہے قبول ہو جاتی ہے اور ہم یہ سوچتے ہیں کہ میں نے دعائیں تو بہت کیں کہاں قبول ہوئیں میری تو نہیں ہوئی۔ہوتا یہ ہے کہ جب ہم دعا کرتے ہیں ایک چیز مانگتے ہیں تو ہو سکتا ہے وہ چیز ہمیں نقصان دے' ہمارے حق میں اُس کا نتیجہ بہتر نہ ہو تو وہ ایسا کریم کہ اُس کے بدلے جو ہمارے حق میں بہتر ہے وہ دے دیتا ہے' دعا ضائع نہیں جاتی۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مانگنے والا جو مانگ رہا ہے وہی چیز ملتی ہے لیکن وقت کی تعین اُس کی طرف سے ہوتی ہے اُس میں تاخیر ہو سکتی ہے کچھ وقت بعد ملتی ہے۔تب تک ہم یہ بھول چکے ہوتے ہیں کہ میں نے دعا بھی کی تھی۔اگر کوئی ایسی بات ہو کہ جس کا بدلہ اُسے دنیا میں نہ دیا جائے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میدان حشر میں جب حساب ہوگا اور ملائکہ عرض کریں گے کہ بار الہا تیرے اس بندے کے جتنے اعمال ہمارے پاس تھے اچھے یا بُرے ہم نے ترازو پہ رکھ دیئے تو ارشاد ہوگا کہ اس کی کچھ امانت میرے پاس بھی ہے جو تمہارے ریکارڈ میں نہیں ہے وہ صرف میرے پاس ہے وہ بھی لے جاؤ اور اس کے نیک اعمال میں رکھ دو۔تو حیران ہو کر عرض کریں گے کہ بار الہا ایسا کون سا عمل ہے جو اس نے سیدھا تیرے پاس رکھ دیا فرمایا اس کی وہ دعائیں ہیں جو اس کے حق میں محفوظ ہیں جن کا بدلہ دنیا میں نہیں دیا گیا اور اس کے لئے میں نے محفوظ کر دی تھیں آج اس کے ترازو میں رکھ دو۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ بڑے بڑے مستجاب الدعوات لوگ اُس روز خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں میری

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔ بڑے ولی اللہ اور مستجاب الدعوات لوگ یہ چاہیں گے کہ کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی اور آج مجھے یہ سارا اجر ملتا۔ تو دعا ضائع نہیں جاتی۔ دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہاں ایمان ہو اور خلوص ہو، کافر بدعقیدہ کی دعا کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

وما دعاء الکفرین الا فی ضلل۔ تو فرمایا اس کا جواب یہ دو تم کہ جو یہ تہذیب کے نام پر بے حیائی پھیلا رہے ہیں تو تم اس کا تدارک یہ کرو کہ **اقیموا الصلوۃ**۔ تم اپنے فرائض جو ہیں وہ مستقل کرو۔ فرائض سے کیا ہوگا؟ ہمیں ایک غلط فہمی میں الجھا دیا گیا ہے کہ ثواب ملے گا۔ وہ ثواب کیا ہے؟ کوئی ٹھوس چیز ہے، مائع ہے کوئی اونٹ ہے، گھوڑا ہے، سرمایہ ہے ثواب کیا ہے؟ قرآن حکیم ثواب سے مراد لیتا ہے اجر یا بدلہ۔ اور کافروں کو بدلے میں سزا ملے گی کفار کے حق میں بھی کہتا ہے یہی ان کے کرتوتوں کا ثواب ہے۔

هل ثوب الکفار ما کانو یفعلون۔ کافروں کو کیا ثواب ملے گا؟ وہی ملے گا جو ان کا کردار ہے۔ مطلب ہے کردار پہ جو نتیجہ مرتب ہوتا ہے اُس کا نام ثواب ہے اور یہ جو فرائض پنجگانہ ہیں ان کا ثواب عجیب ہے کہ ایک تو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے کہ ہر وقفے کے بعد بندہ اللہ کے حضور روبرو پیش ہو کے اپنی گزارشات کرتا ہے پھر اس کا جو ثواب مزاج پہ پڑتا ہے تو ہر سجدہ ہر رکوع ہر قیام مزاج میں تبدیلی لاتا جاتا ہے اور جو کفار و مشرکین بے حیائی اور فحاشی پھیلا رہے ہیں وہ اس پر اثر نہیں کرتی **ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر**۔ فرائض کی ادائیگی جو ہے یہ بُرائی اور بے حیائی کے درمیان دیوار بن جاتی ہے تو جس بندے کو یہ حضور حاصل ہو کہ ابھی میں اپنے اللہ کے حضور پیش ہو کر آیا ہوں اور میں نے روبرو اپنی گزارشات اپنی زبان سے عرض کی ہیں اور دو گھنٹے بعد مجھے پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونا ہے اب اُن دو گھنٹوں میں وہ فحش کلامی کیوں کرے گا، بے حیائی کی طرف سے کیوں جائے گا، اگر تو اُسے ادراک ہے صلوۃ کا اور مقصود بھی وہی ہے۔

واتوالزکوۃ۔ مال میں سے اللہ نے جو حصہ رکھا ہے وہ دیتے رہو۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں یہ یقین رہے گا کہ یہ مال میرا نہیں ہے، میرے پاس امانت ہے جو اللہ نے چاہا وہ اُس نے واپس لے لیا مجھے دینا پڑا اب جتنا میرے پاس باقی ہے اُس کے خرچ کرنے کا بھی اُس نے سلیقہ اور طریقہ مجھے بتا دیا ہے اگر اُس طریقے کے مطابق خرچ کروں گا تو اطاعت بھی ہو گئی نفع بھی ہوگا۔ کھاؤں پیوں گا بھی استعمال بھی کروں گا اور اگر اُس کے خلاف ہوگا تو بددیانتی ہوگی اور میری جواب طلبی ہوگی تو یہ دو احساس زندہ رہیں کہ ذاتی طور پر حضورِ بارگاہ الٰہی میں بندہ زندہ رہے کہ ابھی مجھے چند لمحے بعد پھر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے ابھی میں نماز سے فارغ ہوں ابھی پھر نماز کا وقت آ رہا ہے تو دن میں پانچ مرتبہ دن کو شروع بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر کرتا ہے اور دن کو ختم بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر کرتا ہے اور پھر سونے کو چلا جاتا ہے تو اس کا ثواب یہ ہوگا کہ بے حیائی اور بُرائی کے درمیان رکاوٹ بن جائیں گے یہ فرائض پنجگانہ اور زکوۃ دیتے رہو کہ تمہیں یہ ادراک رہے کہ اگر میں ارب پتی بھی ہو گیا ہوں تو یہ اربوں روپے میرے نہیں ہیں میرے پاس اُس کی امانت ہے وہ قادر تھا وہ بھی تو اُس کی مخلوق ہے جو میری زکوۃ کی منتظر بیٹھی ہے وہ قادر تھا کہ مجھے زکوۃ لینے والوں میں کر دیتا۔ میرا حصہ کسی اور کے پاس چلا جاتا اور پھر وہ زکوۃ میں مجھے پہنچاتا اُس نے مجھ پر احسان فرمایا کہ دوسروں کا حصہ مجھے دے دیا اور میں اُنہیں اب اپنے ہاتھ سے دیتا ہوں تو اُس نے تو میرے لئے بہت بڑا مقام بنا دیا۔ پھر یہ مال اُس کا ہے اور اُس کی اجازت سے مجھے خرچ کرنا ہے تو فرمایا کفار جتنی سازشیں بھی کرتے رہیں اگر تم حب جاہ میں اپنی انا میں اور حب مال میں گرفتار نہیں ہو گے تو اُن کا کوئی داؤ تم پر کارگر نہیں ہوگا۔ اپنے اردگرد دیکھ لیجئے جو بندہ بھی پھسلتا ہے اپنی انا میں گرفتار ہو کر پھسلتا ہے حب جاہ میں آ کر پھسلتا ہے یا مال کے لالچ میں آ کر پھسلتا ہے۔ تو فرمایا یہ دونوں فرائض جو ہیں صلوۃ پنجگانہ اور ادائیگی زکوۃ اس کی باقاعدگی تمہیں کافر کی سازشوں سے اہل کتاب کی سازشوں سے بچانے کا سبب بنے گی اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ان سے فائدہ تو تم نے دنیا میں لے لیا۔ صلوۃ کی ادائیگی سے تم فحاشی سے اور بے حیائی سے بچ گئے بُرائی سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بچ گئے' زکوۃ کی ادائیگی سے تم مال کے لالچ سے بچ گئے' اس کے باوجود چونکہ تم یہ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہو اس کا اجر آخرت میں بھی ہوگا۔ یہ تم ایسے سمجھو کہ یہاں تم وطن سے دور گھر سے باہر مزدوری کر رہے ہو' جو اطاعت الٰہی کرتے ہو یہ وہ سرمایہ ہے جو تم پردیس سے گھر بھیج رہے ہو۔ جیسے یہاں سے لوگ باہر دور دراز ملکوں میں جاتے ہیں' محنت مزدوری کرتے ہیں وہ اپنا سرمایہ گھر بھیجتے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہاں تو گھر والے اُجاڑنے کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں جب وہ واپس آتا ہے تو اُسے ملتا ہے کہ چھٹی ہے بھائی جو بھیجا تھا ہم کھا گئے۔ وہاں یہ نہیں ہوگا تم اپنے اُس گھر بھیج رہے ہو جہاں ضائع نہیں ہوگا۔

وما تقدموا لانفسکم من خیر. جو بھی نیک عمل تم کرتے ہو وہ دنیا میں فائدہ دیتا ہے اور وہ آخرت میں تمہارے گھر تمہارے لئے جمع ہوتا رہتا ہے **تجدوہ عنداللہ**. جب تم آؤ گے تم دیکھو گے اللہ نے تمہارے لئے محفوظ رکھا ہے۔ یعنی صرف صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی بات ہو رہی ہے کفر کی ساری سازشوں کے مقابلے میں کہ جو ماحول خراب ہوتا ہے جس کا آج ہمیں شکوہ ہے ہماری اولادیں بگڑ گئیں' جس کا آج ہمیں شکوہ ہے کہ جی بیٹا ساری رات کمپیوٹر پہ بیٹھا رہتا ہے نہ جانے کیا دیکھتا رہتا ہے۔ اس لئے دیکھتا ہے کہ ہم نے نہ خود ادائیگی کی فرائض کی اور نہ اولاد کو فرائض کی ادائیگی سکھائی۔ تو تدبیر یہ بتائی کہ تم اپنے آپ کو باقاعدہ کر لو۔ تم پر لازم ہے تمہاری غیر حاضری لگے گی ہر صلوٰۃ کے وقت اگر نہیں آؤ گے تو تم پر لازم ہے حاضری' اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو فرائض ادا کرو اور مال کی محبت کے اسیر ہو جاؤ۔ جتنا مال وہ دیتا ہے اُس میں سے جو زکوٰۃ فرض ہے وہ دو' صدقات دو اور اُسے اللہ کی امانت سمجھو۔ اگر یہ دو چیزیں تم نے قائم کر لیں تو کافروں کا داؤ تم پر نہیں چلے گا اور اللہ تمہیں بے حیائی سے بھی محفوظ رکھے گا' بُرائی سے بھی محفوظ رکھے گا۔ اور پھر دنیا میں اس کا فائدہ حاصل کرنے کے بعد دوسری صورت اس کی یہ ہے کہ یہ تمہارا گھر نہیں ہے یہ تو پردیس ہے جہاں تم آئے ہو۔ ایک خاص وقت تک کے لئے آئے ہو۔ یہاں سے گھر جانا ہے تو ہر سجدہ ہر رکوع ہر پیسہ ہر پائی جو حق پہ خرچ ہوتا ہے ہر کلمہ خیر جو تم کہتے ہو' ہر نیک عمل جو تم کرتے ہو وہ نیکیوں کی ترسیل ہو رہی ہے وہ جا رہی ہیں تمہارے اصلی گھر اور وہاں اللہ اُن کا محافظ ہے تمہاری امانت ہے اللہ کے پاس' جب تم گھر آؤ گے۔

تجدوہ' عنداللہ. تم وہ سب کچھ اللہ کے پاس پاؤ گے' محفوظ ہے تمہارے لئے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ نیکی کر کے تمہیں کوئی رسید لینی پڑے اس لئے کہ **ان اللہ بما تعملون بصیر**' جو عمل بھی تم کرتے ہو وہ خود ذاتی طور پر ملاحظہ فرما رہا ہے کوئی عمل ضائع نہیں جائے گا اور نہ وہ ضائع ہونے دیتا ہے۔ یوں تو فرمایا

وقالوا لن یدخل لجنته الا من کان ھوداً او نصریٰ. یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ نصرانی کہنے لگے نصاریٰ کے علاوہ کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ گویا جنت میں جانے کے لئے یا یہودی ہو یا نصرانی ہو تو فرمایا۔

تلک امانیھم. یہ محض اُن کی خواہشات ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے آرزو کی کوئی حیثیت نہیں ایک گدا بھی چاہے تو وہ شہنشاہ ہونے کی آرزو کر سکتا ہے لیکن آرزو سے وہ شہنشاہ ہو تو نہیں جاتا۔ فرمایا۔ **تلک امانیھم**. یہ اُن کی آرزوئیں اور دل بہلانے کی باتیں ہیں' ایسی خواہشات ہیں جن سے اپنے آپ کو بہلا رہے ہیں انہیں فرمایئے

قل ھاتو ابرھا نکم ان کنتم صٰدقین. اگر اس کی کوئی دلیل اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ہے تو وہ لاؤ۔ پھر ایک معیار ارشاد فرمادیا کہ جنت جانے کا معیار کیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ جنت کی اپنی ذاتی حیثیت کیا ہے جنت مطلوب و مقصود نہیں ہو سکتی۔ جنت بھی مخلوق ہے اور مخلوق مقصود نہیں ہوتی۔ مقصود خالق اور خالق کی رضا ہے جنت ایک خاص گھر ہے جو اللہ کے اُن بندوں کی رہائش گاہ ہے جن پر اللہ راضی ہو گیا جنت اس لئے مانگی جاتی ہے کہ میں اُن بندوں میں شامل ہو جاؤں جن پر اللہ راضی ہو۔ جنت فی نفسہٖ مقصود نہیں۔ جنت اس لئے مانگی جاتی ہے کہ اللہ مجھے بھی اُن بندوں میں شامل کر لے جو جنت میں رہنے کے حقدار ہونگے مقصد رضائے باری ہے۔ لیکن ہر مذہب میں جس طرح آج ہمارے ہاں

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی صرف جنت ہی بتائی جاتی ہے۔ اللہ کی رضا اور اللہ سے تعلق اور اللہ سے رابطہ اس کی بات کم ہوتی ہے ہر بات پہ ہمیں جنت ہی دی جاتی ہے۔ پیسے مجھے دے جاؤ تمہیں جنت مل جائے گی۔ یہ اچھی چیز ہے تمہارے پاس یہ مجھے دو، تمہیں جنت مل جائے گی اور دنیا والا بھی نہیں سوچتا کہ جو دو دو روپے مانگ کر لے رہا ہے یہ جنت مجھے کہاں سے خرید کر دے دے گا۔ اسی طرح آپ عاملوں کے اشتہار دیکھیں کہ جو کام چاہو کرالو۔ گھنٹے میں ہو جائے گا دو گھنٹے میں ہو جائے گا، فیس اتنی ہے۔ بھئی اگر گھنٹے دو گھنٹے میں کر سکتے ہو تو اپنے سارے کام کیوں نہیں کرتے ہو لوگوں کے لئے کیوں راستے پہ بیٹھے ہو کہ کوئی آئے اور مجھے فیس دے جائے۔ لاٹری کے نمبر بتا دو اور بے وقوفو! اگر اسے پتہ ہوتا کہ اس نمبر پہ لاٹری نکلے گی تو یہ یہاں گلی میں کیوں بیٹھا ہوتا جا کر لاٹری نکلوا لیتا۔ لیکن دنیا اس میں مبتلا ہو کر لالچ میں اور پیسے میں اور خواہشات کے اسیر ہو کر ان ٹھگوں کے آگے چڑھے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی یہ بنا لیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو یا نہ کرو بس گیارہویں شریف کر دو، جنت ہو گئی۔ عرس شریف منا دو، جنت ہو گئی فلاں عرس میں اتنے پیسے دے دو، جنت ہو گئی۔ ختم پڑھا دو، جنت ہو گئی، محفل نعت کرا دو، جنت ہو گئی فرمایا نہیں، یہ تو سارے یہود و نصاریٰ بھی کہتے چلے آئے ہیں کہ جنت ہماری ہے جنت ہے کس کی؟ فرمایا۔

بلیٰ۔ ہاں بات یہ کریں کہ جنت ہے کس کی۔ **من اسلم وجهه لله وهو محسن**۔ جس نے سرِ تسلیم ختم کر دیا اللہ کی بارگاہ میں، اللہ کے حکم کو مانا، اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا، اللہ کی ذات کو اُس کی صفات کو، اُسکی کتاب کو، اُن ضروریات کو جو اللہ کا رسول ﷺ منواتا ہے مانا اور صدق دل سے مانا، خلوص سے مانا، یعنی اُن کو صرف زبانی مانا نہیں اُن کو اپنا لیا اور مجسم اُس رنگ میں رنگ گیا۔

فوجی چھٹی آتے ہیں یا بازار میں پھر رہے ہوتے ہیں تو چال ڈھال سے، بالوں کے کٹ سے، شلوار قمیض سے دیکھ کر بندہ کہتا ہے کہ یہ فوجی ہے یہ عام شہری نہیں ہے وہ سول لباس میں بھی ہوں تو اُن کے بالوں کا کٹ اُن کے چلنے کا انداز اُن کی شلوار قمیض عام سویلین سے الگ ہوتی ہے وردی میں ہوں تو پھر بات ہی الگ ہے کہ یہ فوجی ہے۔ فرمایا جو اسی طرح مانے کہ پتہ چلے کہ اسنے اللہ کو مان لیا۔ یوں دعوے سے نہیں کہ میں کہہ دوں میں فوجی ہوں تو اس سے میں فوجی ہو جاؤں گا یا کوئی فوج میں نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ میں فوجی ہوں تو ہو جائے گا، نہیں۔

یہی حال فرمایا یہود و نصاریٰ کا تھا کہ جنت ہماری ہے تم اس مرض میں مبتلا نہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ کر دیا جنتی ہو گیا، میں نے وہ کر دیا، نہیں۔

بلیٰ ہاں ایک طریقہ ہے۔ من اسلم جو اسلام لایا۔ اپنا رخ اللہ کیطرف پھیرا اور خلوص دل سے پھیرا۔ پھر اُس کا بول چال، اُس کا کردار، اُن کی عبادت، اُس کا لین دین، اُس کی خرید و فروخت، اُس کی دوستی اُس کی دشمنی یہ بتاتی ہے کہ یہ مسلمان ہے۔ جس کی ہر ادا یہ بتائے کہ یہ فوجی ہے۔ سونے کا بھی پابند ہے جاگنے پہ بھی مجبور ہے کھانا بھی ملتا ہے فاقے بھی کرنے پڑتے ہیں۔ جو ملتا ہے جو ایک ترتیب ہے اُس میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ سارا دن کھاتا بھی ہے، سارا دن روک بھی لیا جاتا ہے کہ فجر سے مغرب تک کچھ نہیں کھا سکتے۔ بھوکا پیاسا بیٹھا رہتا ہے ملازم ہے فوجی ہے کیا کرے گا مجبوری نہیں سمجھتا کہ یہ فوج نہیں جو باندھ کے رکھے یہ وہ فوج ہے جو خلوص دل سے اختیار کی جاتی ہے اور جو دل میں بستی ہے تو فرمایا جنت اُن لوگوں کی رہائش گاہ ہے جس نے اپنا رخ اللہ کی طرف پھیرا اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ **وهو محسن**۔ اور وہ مخلص بھی ہو خلوص دل سے ہو۔

فله اجره عند ربه۔ ہاں اللہ کے پاس اُس کا بڑا اجر ہے۔

ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ ایسے لوگوں کو نہ کوئی آئندہ کا ڈر ہوگا نہ گذشتہ کا افسوس۔ خوف ہوتا ہے آنے والے حادثے کا اور حزن ہوتا ہے جو بیت چکی ہو۔ کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اُس کا جو اندیشہ ہے اُسے حزن کہا جاتا ہے جو ہم گم کر بیٹھتے ہیں ضائع کر بیٹھتے ہیں کوئی آنے والا خطرہ ہو تو اُس کا خوف اور ڈر ہوتا ہے فرمایا ایسے لوگ جنہوں نے خلوص دل سے اللہ کی عظمت قبول کر لی، اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت کر لی، فرائض کے پابند ہو گئے، مال کو حلال کر لیا، جب اللہ کا مال ہے اور اللہ کی طرف سے لینا ہے تو پھر چوری اور رشوت کی کیا ضرورت ہے، حلال کمایا

www.naqshbandiaowaisiah.com

پھر اُسے اللہ کا مال سمجھ کر اُس میں سے مساکین کا حصہ مساکین کو دیا جو اپنے لئے تھا اُسے جائز حدود میں خرچ کیا تو دنیا میں بھی وہ پُرسکون زندگی گزاریں گے، موت اُن کی پُرسکون ہوگی، قبر اُن کی پُرسکون ہوگی، آخرت اُن کی پُرسکون ہوگی، یہ سارے لطف اُن لوگوں کے لئے ہوں گے جنہوں نے اللہ کی اطاعت کو صدق دل سے کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس عہد کا ایک بہت بڑا سوال ہے جس کا جواب کبھی ہم ٹی۔وی کی دکانیں جلا کر دیتے ہیں، کبھی کسی کا ٹی۔وی توڑ کر۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ برائی ختم ہو جائے گی۔ یہ آپ نے کروڑوں ٹی۔وی اگر ملک میں ہیں اُن سے چار ٹی۔وی توڑ دیئے تو کیا ہوگا؟ کسی غریب کی دکان جلا دی تو کیا ہوگا؟ یہ اس کا علاج نہیں ہے اگر اُس آلے سے بات اتنی دنیا تک پہنچتی ہے اور اُسے کافر استعمال کر رہا ہے برائی پھیلانے کے لئے تو وہ تو ایک آلہ ہے آپ اُسے اپنی بات پہنچانے کے لئے استعمال کر دیجئے۔ آپ بھی اللہ کی بات کیجئے، اللہ کے حبیب ﷺ کی کیجئے، کتاب کی کیجئے، سنت کی کیجئے، اخلاق کی کیجئے اور اُس آلے کو جس بات کو مٹانے کے لئے کافر استعمال کر رہے ہیں اُس بات کو پہنچانے کے لئے استعمال کیوں نہیں کرتے۔ آپ انٹرنیٹ پہ کیوں پروگرام نہیں دیتے اور دے رہے ہیں اللہ کے بندے الحمدللہ۔ اچھے پروگرام آ رہے ہیں، ٹیلی ویژن پہ بھی آتے ہیں، انٹرنیٹ پہ بھی آ رہے ہیں اور اُس کے ساتھ دوسری ڈھال ہے تمہارے پاس۔ خود بھی بچ سکتے ہو متعلقین کو بھی بچا سکتے ہو، اولادوں کو بھی بچا سکتے ہو کہ اللہ کی بارگاہ کی حضوری کو مستقل کرلو۔ **اقیموا الصلوۃ**۔ نماز پڑھو نہیں فرمایا قائم کرو نماز کو۔ نماز کا قائم کرنا یہ ہوتا ہے کہ اُس کے ہر ہر رکن کی احتیاط کی جائے۔ وقت کو سمجھا جائے، لباس کی طہارت کو، وضو کو طریقے کو رکوع و سجود کو سنت کے مطابق ہو پھر قیام صلوۃ سے یہ مراد ہے کہ تم ایک تحریک بن جاؤ، جو جو تم سے متعلق ہو وہ نماز قائم کرتا جائے۔

کوئی ایسا بھی ہے جس کی کوئی نہیں سنتا وہ بھی اپنی جان پہ تو حاکم ہے۔ **کلکم راع** تم میں سے ہر ایک حاکم ہے۔ **و کلکم مسول عن رعیتہ**۔ اور ہر ایک سے اُس کے دائرہ کار میں جو کچھ آتا ہے اُس کے بارے پُرسش ہوگی تو اقامت صلوٰۃ یہ ہے کہ جہاں تک دائرہ کار جائے لوگوں کو فرائض کا پابند کرتے جاؤ۔ مال کو اللہ کا مال سمجھو اُس کی راہ میں خرچ کرو، اُس کے حکم کے مطابق خرچ کرو۔ فرمایا یہ دو باتیں تم اپنالو تو کافر کا سارا پراپیگنڈہ ناکام ہو جائے گا اور یہ چیزیں تمہیں بے حیائی سے اور برائی سے بچالیں گی۔

رہی جنت جانے کی بات تو ہمارا سفر تو یہ تھا کہ ہم مشت غبار تھے، ہماری کوئی حیثیت نہیں تھی اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اللہ کے روبرو کر دیا۔ کیسی عجیب بات ہے صلوۃ کا وقت ہو گیا تو حضور ﷺ فرماتے اللہ کے حضور حاضری دینے کا وقت ہو گیا ہے تو بھی میرے ساتھ برابر کھڑا ہو جا اور تو اپنی حاضری لگوا۔ میں اپنے دل کی کہتا ہوں تو اپنے دل کی کہہ لے۔ نمازی کے آگے سے گزرنے سے جب منع فرمایا حضور ﷺ نے تو ساتھ دلیل یہ فرمائی **فانہ' یناجی ربہ**۔ اُس کے سامنے سے نہ گزرو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی میں بات کر رہا ہے تم درمیان میں مت آؤ۔ اب ایک بندے کے لئے اس سے بڑا کوئی مقام ہے کہ وہ سیدھا اللہ کریم سے گفتگو کرے اور ہر کلمہ گو کو یہ حیثیت بخش دی محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ پڑھا لکھا ہے یا انپڑھ ہے، وہ مرد ہے عورت ہے، وہ امیر ہے فقیر ہے، وہ صحت مند ہے بیمار ہے، وہ طاقتور ہے کمزور ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ کی برکت یہ ہے کہ جس کے دل میں اُتر گیا وہ دن میں پانچ مرتبہ اپنی سارا حال احوال اللہ سے زیر بحث لا سکتا ہے۔ اپنی بات کر سکتا ہے، گزارشات کر سکتا ہے۔ ایک مشت غبار کو اتنے قریب کر دیا کہ یہ بے قیمت مٹی اللہ کے عشق کی دعوے دار بنتی ہے اور اللہ کی محبت کا دعویٰ لئے پھرتی ہے اور اللہ سے وصل کی طالب بنی پھرتی ہے۔ اب اس کی حیثیت دیکھو کوئی ڈھائی روپے قیمت بتاتے ہیں ڈاکٹر سارے وجود کی۔ مختلف عناصر جو اس میں ہیں اُنکو اگر الگ الگ کر کے تول کر بازار میں بیچا جائے تو شاید ڈھائی روپے کے بکتے ہیں پورے وجود میں جو ہیں۔ اس کی حیثیت دیکھو اور اس کی طلب دیکھو اب ہمارا ایک برائے نام مولوی درمیان میں آ گیا ہے نا جو مولوی نہیں ہے کہلاتا مولوی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مولانا تھانوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت مولوی بڑے چور ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا نہیں بات یہ نہیں بات یہ ہے کہ چوروں نے داڑھیاں بڑھالی ہیں۔ مولوی چور نہیں ہوئے چوروں نے بھی داڑھیاں بڑھالی ہیں۔ تو دینی شعبے میں بھی عالم تو عالم ہے اور عالم ہمیشہ اللہ کی طرف بلاتا ہے لیکن پیشہ ور جو آ گئے ہیں نا داڑھیاں بڑھا کر انہوں نے اللہ سے ہمیں محروم کر کے جنت ''اوربنڈ'' کر دیا ہے۔ اسلام تھا اللہ ''اوربنڈ''۔ اسلام تھا بندے کا اللہ سے معاملہ انہوں نے اللہ تو درمیان سے ہٹا ہی لیا انہوں نے ہمیں جنت تھرو کی۔ یہی علما یہود نے کیا تھا لوگوں کو گمراہ کر دیا یہی علمائے نصاریٰ نے کیا تھا۔ یہی آج ہمارے ساتھ ہمارا برائے نام مولوی کر رہا ہے، عالم نہیں۔ جس کا پیسہ کمانا یا روزی کمانا مقصد ہے لوگوں کی جیبیں ٹٹولنا مقصد ہے حلیہ مولوی کا بنا لیا اور ہمیں جنت اوربنڈ کر دیا۔ سارا سال عمل کرنے کی ضرورت نہیں ایک محفل نعت کرا دو جنت تمہاری ہو گئی اُس پہ انہیں کھلاؤ پلاؤ' انہیں پیسے دے دو' خود پیسے لئے بغیر نعت بھی نہیں پڑھتے اگر ہمیں پیسے دے کر نعتیں پڑھانے سے جنت ملتی ہے تمہیں پیسے لے کر ملتی ہے کیا عجیب اصول ہیں اب اگر تم نعت پڑھنے کے لئے آئے ہو اور نعت پر جنت ملتی ہے تو تم نعت بھی پڑھو اور کچھ پیسے دے کر جاؤ نا۔ تو تم نے ادھر سے پیسے وصول کر لئے پھر جنت کہاں ملے گی۔ یہ سودا تو ختم ہو گیا۔ ہم نے پیسے دے دیے آپ نے لے لئے تو پھر جنت درمیان میں کہاں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مومن جنت اُوربنڈ ہے نہیں' مومن اللہ اوربنڈ ہے۔ مومن کا مقصد اللہ کی ذات کا وصول ہے اللہ کا حضور ہے اللہ کی رضا ہے۔ جنت تو ایک سرٹیفکیٹ ہے ہم کہتے ہیں جی ہمیں سند ملنی چاہئے۔ اب سند مقصد ہے یا تعلیم مقصد ہے۔ مقصد تو تعلیم ہے وہ ہمارے پاس دلیل ہے کہ یہ میٹرک ہے یا بی۔ اے ہے یہ ایم۔ اے ہے وہ ہمارے پاس سند ہے جنت تو ایک سند ہے دلیل ہے اس بات کی کہ اس بندے پہ اللہ راضی ہے۔ اب جنت خود مقصد نہیں ہے مقصد تو رضائے باری ہے۔ جب رضائے باری کی بات آتی ہے تو پھر اطاعت رسول ﷺ کی بات آ جاتی ہے۔ اللہ کی رضا کہاں ہے اللہ سے محبت کرو۔ کیسے کریں بھئی! اللہ نہ دکھائی دیتا ہے نہ اُس کی مثال ہے۔ نہ ہم سوچ سکتے ہیں تو محبت کیسے کریں۔ محبت کرنے کے لئے کچھ ''فیلنگز'' پیدا تب ہوتی ہیں جب ہم کسی کو دیکھتے ہیں سمجھتے ہیں سنتے ہیں۔ اللہ کی بات ہم سن سکتے۔ صرف نبی سنتا ہے نہیں وحی الٰہی۔ اللہ کو ہم دیکھ نہیں سکتے۔ اللہ کو ہم سوچ نہیں سکتے۔ ہماری عقل ہمارا علم محدود ہے اور وہ وریٰ الوریٰ ہے حدود سے تو محبت کیسے کریں؟ فرمایا آؤ میں بتاتا ہوں' میرے نبی ﷺ ان سب کو بتائیے۔

ان کنتم تحبون اللّٰہ تمہیں اگر اللہ سے محبت کا شوق ہے **فاتبعونی** تو میری اطاعت کر لو۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں وہ کر لو پھر کیا ہوگا؟ **یحبکم اللّٰہ** پھر اللہ تم سے محبت کرے گا۔

یحبھم ویحبونہ' جب وہ تمہارے دل میں تمہاری محبت اپنی ذات سے کرے گا تو تمہارے دل میں بھی اُس کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ محبت کرنی ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کر لو۔ اب اگر اللہ کی بات آئے تو یہ ساری باتیں آئیں گی اور سیدھی سیدھی جنت مل جائے تو اس سارے جھمیلے سے بندہ بچ جائے۔

یہی کیا علماء یہود نے بھی' یہی کیا علما نصاریٰ نے بھی کہ جاؤ جی ''ربی'' کو جا کر بتا دو' پوپ کو جا کر کہہ دو اور اُسے کچھ فیس دے دو گناہ معاف ہو گئے اور تم مزے کرو جو جی چاہو کر لو پھر سنڈے کو آنا گرجا میں اور اُس کو پوپ کو بتا دینا وہ رائٹ آف کر دے گا' جاؤ مزے کرو تم جنتی کے جنتی۔ اب مقصد چونکہ اُن کی جنت ہے نا تو جنت تو مل گئی۔ لیکن اگر مقصد ہوتی اللہ کی رضا تو بندہ کیسے سرٹیفکیٹ دیتا۔ اُس کا سرٹیفکیٹ تو وہی دے سکتا ہے۔ اُس نے بتا دیا کہ میری رضا میرے نبی ﷺ کے اتباع میں ہے۔ جہاں سے اتباع چھوڑو گے وہاں سے رضا کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ تو یہ سارا ایک چکر ہمارے ساتھ چلا دیا جاتا ہے کہ بھئی یہ کرو۔ جنت مل جائے گی' وہ کر لو جنت مل جائے گی' فرمایا جنت ضرور مل جائے گی شرط ایک ہے ایمان لاؤ اور خلوص سے لاؤ اور اس طرح لاؤ۔ خلوص کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا وجود اُس ایمان کی دلیل بن جائے' تمہاری بول چال تمہاری حرکات و سکنات

www.naqshbandiaowaisiah.com

تمہارا لین دین تمہارا کاروبار تمہارے معاملات اس بات کی گواہی دیں کہ یہ بندہ مسلمان ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ اور تمدن میں ہنود
اور یہ مسلمان جسے دیکھ کے شرمائیں یہود

یعنی شکل نصاریٰ کی بنالی' تہذیب یہودیوں کی لے لی' رسومات ہندوؤں سے لے لیں' اخلاق یہودیوں والے اپنا لئے' مسلمانی کہاں رہی؟ سرتاپا' قول تا فعل' سوچ تا فکر ہر چیز ایک رنگ میں رنگ جائے' تب مسلمان ہوتا ہے بندہ اور پتہ چلے۔ میرا ایمان ہے اللہ کی قسم اگر آج بھی اللہ وہ قادر ہے ہر چیز پہ کسی صحابی کو زندہ کر دے۔ روئے زمین کے سارے مسلمان دیکھ کر پکار اٹھیں کہ یہ صحابی ہے اور وہ جہاں جاتے تھے۔ صحابہ کبار جہاں پہنچے وہاں کی قوموں کو احساس ہوا کہ یہ کچھ نئے لوگ آئے ہیں۔ کوئی جلسے ہوتے تھے اُس زمانے میں۔ کوئی لاؤڈ سپیکر تھے کوئی کتابیں چھپتی تھیں۔ مغرب کو کچھ نظر نہ آیا تو اُس نے کہا کہ انہوں نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا۔ حق یہ ہے کہ مسلمان جہاں گئے خصوصاً صحابہ کرام جہاں گئے لوگوں نے اُن کی لڑائی کے انداز کو دیکھ کر بھی اسلام قبول کر لیا یہ تو لڑتے بھی ایک حد کے اندر ہیں۔ کسی پہ ظلم تو نہیں کرتے' کسی نہتے پہ تلوار نہیں اٹھاتے' کسی عورت کو بے آبرو نہیں کرتے' کسی بوڑھے کو ایذا نہیں دیتے' کسی بچے کو پریشان نہیں کرتے' یہ تو صرف اُس سے لڑتے ہیں جو سامنے تلوار اٹھاتا ہے' مفتوح قوموں کو وہ حقوق دیتے ہیں جو کبھی کسی فاتح نے نہیں دیے۔ یہ کیا لوگ ہیں یہ کیسے لوگ ہیں' صحابہ کرام کے کردار نے تبلیغ کی اسلام کی اور یہی مطالبہ یہاں بھی ہے کہ جنت تو ضرور ملے گی شرط صرف یہ ہے کہ خلوص دل سے مسلمان ہو جاؤ۔

کسی یکجائی سے اب عہد غلامی کر لو
اور ملت احمدؐ مرسل کو مقامی کر لو

اپنا کچھ نہ رہے سب کچھ رسول ﷺ کا ہو۔ یہ کیوں کھایا؟ اس کے کھانے کی حضور ﷺ نے اجازت دی ہے' یہ کیوں نہیں کھایا؟ اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یہ لباس کیوں پہنا ہے؟ اس کی حضور ﷺ نے اجازت دی۔ یہ کیوں نہیں پہنا؟ اس کی حضور ﷺ نے اجازت نہیں دی۔ یہ بات کیوں کرتے ہو؟ اس کی اجازت دی ہے مجھے۔ یہ بات وہ بات کیوں نہیں کرتے؟ اُس طرح بولنے کی حضور ﷺ نے اجازت نہیں دی اس شخص سے کیا دشمنی ہے تمہاری؟ میری تو کوئی دشمنی نہیں' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ان سے دوستی نہ رکھو۔ اس سے دوستی کیوں ہے؟ اس سے دوستی رکھنے کا حکم ہے۔ تو پھر اپنا کیا بچا؟ سب کچھ ہو ہی محمد رسول اللہ ﷺ کا گیا' اُس میں آمیزش نہ ہو تمہارا کچھ نہ ہو۔ دیکھو نا یہاں کوئی اس میں گنجائش نہیں رکھی۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی. اُس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں ہے کہ اس شرط پہ کرو' اتنی کرو' اتنی رکھ لو نہیں۔ فاتبعونی. جو میں کہتا ہوں وہ کرتے جاؤ اور یہی مقصد ہے کلمہ حق کا کہ اپنی پسند ختم اپنے اختیارات ختم اپنے ارادے ختم' جو پاس ہے وہ انہی کا ہے۔ فرمایا جب تمہارے پاس ہو گا ہی سب کچھ محمد رسول اللہ ﷺ تو میری بارگاہ سے کوئی تمہیں محروم کرے گا تو کیسے کرے گا! اب حکومت کا سکہ ہے جب آپ نوٹ لے کے جاتے ہیں تو کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ آپ خود چھاپ کر اور پر مہر لگا کے لئے جائیں تو کون لے گا۔ ہر عمل سکہ ہے فرمایا اصلی ہو گا تو کیوں محروم رہو گے اور نقلی لاؤ گے تو ملے گا کیا۔ اپنی طرف سے گھڑ کے' اپنے رواج بنا کر' اپنی رسومات بنا کر اُسے عبادت کہہ کر لے آؤ گے تو پھر یہ وہ یہود و نصاریٰ والا دعویٰ ہی ہے کہ یہ کردو جنتی ہو گئے وہ کردو جنتے ہو گئے اس طرح نہیں ہے ہاں صدق دل سے محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کر لو۔ تمہیں کبھی افسوس نہیں ہو گا کہ میں نے غلطی کی اور کبھی آئندہ تمہیں خوف نہیں ہو گا کہ میرے ساتھ کیا ہو جائے گا۔ خوف سے بھی محفوظ ہو جاؤ گے اور افسوس سے بھی۔ اللہ کریم ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت' اطاعت اور غلامی نصیب فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 26-7-2005

سوال: وسواس کہاں سے آتے ہیں اور وسواس سے محفوظ رہنے کا طریقہ کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم٥

جواب: وسوسہ شیطان ڈالتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر دل غفلت میں ہو تو شیطان اُس میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور اگر روشن ہو تو وسوسے نہیں ڈال سکتا۔ جیسے کوئی گھر تاریک پڑا ہو تو اُس میں کیڑے مکوڑے سانپ وغیرہ داخل ہو جاتے ہیں۔ شیطان کے وساوس بنیادی طور پر ایمانیات پر حملہ کرتے ہیں اور عقائد کو مجروح کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ فضول قسم کے اعتراضات اور اگر سمجھے کہ اللہ کے بارے میں نہیں سُن رہا تو رسول اللہ ﷺ کے بارے سے آخرت کے بارے سے' کچھ بھی نہیں بنتا تو کم از کم شیخ کے خلاف سہی کہیں سے اس کی بنیاد کاٹ دی جائے۔

دوسرے درجے کے وسوسے جو ہوتے ہیں وہ ہمارے اپنے نفس کے ہوتے ہیں اور محض اندیشے ہوتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے اور عموماً زیادہ وساوس جیسا کہ حضور ﷺ کے ارشاد عالی کا مفہوم بھی ہے کہ زیادہ وساوس بیکار آدمی کو آتے ہیں آدمی جب کام نہیں کرتا فارغ رہتا ہے' عبادت نہیں کرتا' ذکر بھی نہیں کرتا تو خالی ذہن جو ہوتا ہے وہ شیطان کے لئے کھیل کا میدان بن جاتا ہے۔ عموماً جن لوگوں کو دن بھر مشقت کرنا ہوتی ہے' کاروبار کرنا ہوتا ہے' کام کرنا ہوتا ہے اُن کے پاس وساوس کی فرصت کم ہوتی ہے اور کام کرنا بجائے خود عبادت ہے حلال کام جائز کام محنت سے کرے۔ تو عموماً جب کوئی بیمار بن کے پڑا رہتا ہے' کوئی ویسے ہی کاروبار کو جی نہیں چاہ رہا' باہر نکلنے کو دل نہیں کرتا پھر ایسے لوگوں کو طرح طرح کے وسوسے تنگ کرتے رہتے ہیں۔ نفسیاتی وساوس دنیوی نفع ونقصان کے کہ یہاں میری بڑی آنر تھی اور وہاں میری آنرز مجروح ہوگئی اور یہ ہوگیا تو لوگ کیا کہیں گے' لوگوں کو اپنی فرصت نہیں ہوتی اور اس کو وسوسہ ستا رہا ہوتا ہے کہ لوگ تمہارے بارے میں کہیں گے ۔لوگ تمہیں کیا جانتے ہیں' لوگوں کو کیا ضرورت ہے تمہارے بارے کچھ کہنے کی' ہر ایک اپنی نفسانفسی زندگی گزار رہا ہے یہ خود ساختہ ہمارے ہوتے ہیں معیار کہ شاید میرے بارے لوگ بہت کچھ کہتے ہیں لوگ کچھ بھی نہیں کہتے' وہ اپنا کام کرتے ہیں۔

تو وسوسے کا آنا ایک اور بات ہے عموماً شیطان جو وسوسے ڈالتا ہے وہ وسوسے آتے ہیں وہ بندے کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتے اور وسوسے کا لانا ایک اور بات ہے جب خود بیٹھ کے سوچنے لگ جاتے ہیں مصروف ہو جاتا ہے یہ ہوتا ہے وساوس کا لانا از خود اُن میں مبتلا ہونا۔ وسوسے لانا جرم ہے اور وسوسے کا آنا جرم نہیں ہے۔ وسوسے لانا گناہ ہے اور وساوس کا از خود آنا گناہ نہیں ہے۔ جو وساوس از خود آتے ہیں اُن کا دفاع کیا جائے' مختلف طریقے علماء حق نے لکھے ہیں مثلاً کسی کو نماز میں وساوس آتے ہیں تو کم از کم نماز کے معنی یاد رکھے اور جو بھی لفظ ادا کرے ساتھ اُس کے معنی پہ غور کرتا چلا جائے تو دماغ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایک وقت میں دو کام نہیں کرتا اگر اُسے ایک طرف لگا لے گا تو ایک ہی کام کرے گا۔ اور اگر خشوع و خضوع نصیب ہو جائے تو پھر بات ہی الگ ہے کہ متوجہ الی اللہ ہو جائے تو پھر وسوسے نہیں آتے۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی شیطان کوشش کرتا ہے وساوس ڈالنے کی اور بندہ کوشش کرتا ہے وساوس سے نکلنے کی بچنے کی تو ارشادات نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق وہ جہاد شمار ہوتا ہے اُسکا الگ ثواب ملتا ہے اُس سے ہرج نہیں ہوتا۔ لیکن اگر خود وسوسے لانے شروع ہو جائے اب نماز میں کھڑا ہے تو خود سوچنا شروع کر دے وہاں میرے کام کا کیا ہوگا' وہاں میری فلاں بات چیت کا کیا ہوگا' وہاں سے نقصان نہ ہو جائے لوگ یہ نہ کہہ دیں وہ نہ کہہ دیں' خود سوچنا شروع کر دے تو یہ گناہ بھی ہے اور نماز کو نقصان بھی پہنچاتا ہے تو وساوس کا لانا جرم ہے اور وساوس کا آنا جو ہے جو بندے کے اختیار میں نہیں ہے وہ جرم نہیں ہے بلکہ اُن کا دفاع کرنا عین ثواب ہے اور جہاد شمار ہوتا ہے۔

وساوس کا کوئی علاج نہیں ہے وساوس کا علاج صرف یہ ہے کہ یہ یقین پختہ کر لے کہ ہوگا وہی جو میرا رب چاہے گا۔ صرف ایمان کی پختگی کہ جو اللہ کرے گا وہی ہوگا۔ میرے سوچنے یا وہم کرنے سے کچھ نہیں ہوگا' تو بجائے وسوسے کرنے کے اللہ سے دعا کرنا تو بجائے خود حاصل عبادت ہے اور اپنی دعا میں بھی یہ بات یاد رکھے کہ جو میں سوچ رہا ہوں کہ ایسا ہو جائے ایسا بھی تب ہو اگر اس میں میری بہتری ہے ایسا نہ ہو کہ اس میں میرا نقصان ہو تو اللہ وہ کر جس میں میری بہتری ہے تو اللہ تو بہت کریم ہے۔

وساوس بڑھتے تب ہیں جب کوئی وسوسہ آتا ہے اور ہم اُسے سوچنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر وہ پھیلتا چلا جاتا ہے جو اپنے بس میں بنیادی اُس کا علاج اللہ کریم نے دیا ہے انسان کے بس میں وہ یہ ہے کہ وسوسہ آئے تو اُس پر سوچنا شروع نہ کر دے بلکہ اُسے رد کر دے' درود شریف پڑھنا شروع کر دے' کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دے' کسی کام کی طرف لگ جائے' توجہ بٹ جائے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ بہت زیادہ غصہ آ جائے تو حالت بدل لو۔ بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ' کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ' وضو کرنا شروع کر دو' توجہ کسی طرف بٹ جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علاج فرمایا کہ وضو کرنا شروع کر دو تو وضو کرنے تک کیفیت بدل جائے گی۔ یہ جو لوگ بعد میں فتوے لیتے پھرتے ہوتے ہیں کہ جی مجھے اتنا غصہ آیا کہ سمجھ نہیں آئی میں نے طلاق دے دی اگر ایسے علاج کرے کہ اتنا غصہ آیا ہے تو صورت حال بدل لے یا وضو کرنے لگ جائے تو شاید نوبت طلاق تک نہ جائے۔ لیکن یہ تو فارغ ہو کر پھر انہیں ہوش آتا ہے پھر کسی سے حلال کرانے کا پوچھتے پھرتے ہیں۔

اگلے دن بھی ایک خط تھا جی مفتی نے تو کہہ دیا ہے کہ اتنا غصہ آئے کہ حواس نہ رہیں تو طلاق نہیں ہوتی آپ کے لئے حلال ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا میں تو مفتی نہیں ہوں' سرے سے جان چھوٹی مفتی جانیں آپ جانیں' آپ کی قبر جانے' میں تو مفتی ہوں ہی نہیں بات ختم۔ بھئی! جب طلاق دے دی تو عجیب بات ہے میری سمجھ میں یہ منطق نہیں آتی کہ کیا طلاق بیوی خدمت کرے اور وہ مٹھیاں بھرے اور اچھا کھانا کھلائے اور بہترین بستر لگا کر دے تو خوش ہو کر وہ طلاق دے گا۔ خوش ہو کر انعام میں تو طلاق کوئی بھی نہیں دیتا۔ ہر کوئی لڑائی میں ہی دیتا ہے۔ پتہ نہیں کسی مفتی نے کہا کہ فتویٰ نکالیں۔ میں نے کہا بھئی! میں مفتی نہیں ہوں' تم جانو تمہارا کام جانے۔ تو بجائے اس کے کہ بعد میں فوراً ہوش آ جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا زیادہ غصہ آ جائے تو بیٹھ کر وضو کرنا شروع کر دو۔ بیٹھے ہو کھڑے ہو جاؤ' گالیاں دینے کی بجائے کلمہ شریف

www.naqshbandiaowaisiah.com

پڑھنا شروع کر دو' درود شریف پڑھنا شروع کر دو' تو صورت حال بدلے گی تو کچھ حواس قائم ہو جائیں گے۔

یہ حال وساوس کا بھی ہے کہ کام میں اگر آدمی مصروف رہے اور کام کرتا رہے خود کو فارغ نہ سمجھے تو وساوس کم آتے ہیں' آتے پھر بھی ہیں' شیطان تو اپنی کوشش سے باز نہیں آتا۔ لیکن اگر دل ذاکر ہے اور زبان ذاکر ہے اور آپ درود شریف پڑھ رہے ہیں' استغفار پڑھ رہے ہیں' لاحول پڑھ رہے ہیں تو الحمدللہ اُن چیزوں کا دفاع ہوتا رہتا ہے اور دوسرا علاج یہ ہے کہ جو وسوسہ بھی آئے زندگی وسوسوں کا نام نہیں ہے' زندگی ٹھوس حقیقتوں کا نام ہے۔

مسنون طریقہ تھا ایک استخارے کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر فرد کے اور ہر وقت کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی نے یہ سوال کیا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بھی تین خلفاء گزرے ہیں اُن کا عہد مختلف قسم کا تھا' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کا عہد بالکل مختلف ہے۔ اُن کے زمانے میں ریاست اسلامیہ کی سرحدیں بڑھتی رہیں اور اندرون ملک امن وامان رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی خلافت میں نہ ریاست کے اندر امن ہے' خانہ جنگی کی کیفیت ہے اور بیرونی فتوحات رُک گئی ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اُن خلفائے' نے میرے جیسے لوگوں پر حکومت کی اور مجھے تم جیسے لوگوں سے سابقہ پڑ گیا ہے اور بہت صحیح جواب تھا کہ وہ زمانہ اور اس لئے تھا کہ اُس زمانے میں رعیت میں میرے جیسے لوگ تھے اور آج میرے پاس تمہارے جیسے لوگ ہیں۔

تو حالات اور وقت اور یہ چیزیں اثرات کو تبدیل کرتی ہیں

اب استخارے کا ایک مسنون طریقہ ہے اور اگر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو بتلا دیا تو وہ صحابی تھے اُن کے دل روشن تھے اُن کے وجود ذاکر تھے اُن کا رزق حلال تھا انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا شاید وہ دعا مانگ کر سوتے تو رہنمائی ہو جاتی۔ اب ہمارے ملک میں سارا نظام سودی ہے اور جو نہیں چاہتا اُسے بھی کھانا پڑتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے۔ اب میں اپنے اکاؤنٹ پر تو سود نہیں لیتا لیکن آٹا دال سے لیکر کپڑے جوتے تک جو خریدو ہر جگہ سود تو موجود ہے۔ اب ہمارے لئے تسبیح کے دھاگے میں بھی سود موجود ہے۔ کارخانے والا تو سود پہ چلا رہا ہے! جائے نماز کی تاروں میں بھی سود موجود ہے کہ وہ تو کارخانے والا سود پہ چلا رہا ہے۔ ایک ارشاد عالی ہے حضور ﷺ کا کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ جو سود سے بچنا چاہے گا اُس کے حلق میں بھی سود کی گرد ضرور جائے گی اور یہ وہی زمانہ ہے جس کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو سود سے بچنا چاہے گا اُس کے حلق میں بھی سود کی گرد ضرور جائے گی۔ اب کھانے پہ سود ملتا ہے' اشیاء نقلی ملتی ہیں' کردار ہے نہیں' قتل وغارت گری روزمرہ ہو رہی ہے' جان و مال آبرو کا تحفظ نہیں ہے اور پی۔ ٹی۔ وی چینل نے اور انہوں نے نئے چینلوں نے ایک چینل ہی کھول دیا ہے استخارے کا۔ یہ جو سارا دن ننگی عورتیں نچاتے ہیں اور گانے سنواتے ہیں تلاوت سے شروع کر کے فوراً فلمی گیت لگا دیتے ہیں اور آدھی آدھی ننگی خواتین اچھل کود کر رہی ہوتی ہیں تو وہاں ایک نیم ملاں سا بھی بیٹھا ہوتا ہے استخارہ کرالو۔ مسنون یہ نہیں تھا کہ سارے لوگ جمع ہو کر کسی ایک حضرت صاحب سے استخارہ کرائیں لوگوں میں خود استعداد ہو تو وہ ایک طریقہ تھا کہ ہر کوئی اپنے لئے کرے۔ اب یہاں استخارے کے سٹیشن بن گئے ہیں' اور ٹائم بن گئے ہیں اور ٹی۔ وی پر مرد عورتیں وہ لکھتے ہیں پھر وہاں سے جواب آتا ہے استخارے کا۔ تو یہ کیا ہے؟ وہم ہی کی ایک صورت ہے بھئی! مسئلہ سامنے ہے تو شریعت کے مطابق اللہ سے دعا کرو اور جو ہو سکتی ہے وہ کوشش کرو' جو ہوگا حل ہو جائے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مجھ سے کل کسی نے ٹیلی فون پر پوچھا ایک خاتون کا جھگڑا تھا میاں کے ساتھ اور بہت دور تک چلا گیا۔ کہ جی مجھے استخارے والے نے یہ بتایا فلاں نے یہ بتایا میں نے کہا میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں' فیملی کورٹ میں جاؤ اور فیصلہ کرالو' استخارے سے نہ وہ مارنے سے باز آئے گا نہ تمہاری عزت کرے گا۔ اگر برداشت کرسکتی ہو تو گزارا کرو اللہ اجر دے گا' سمجھتی ہو کام برداشت سے باہر ہو گیا ہے تو جا کر عدالت میں اپنا دعویٰ کرو اور اپنی جان چھڑا لو پھر بعد میں استخارہ کر لینا دو ہی تو طریقے ہیں سیدھے سیدھے عملی زندگی کے۔ انہوں نے جی مجھے اتنا مارا مجھے ہسپتال رہنا پڑا اور روزانہ یہی حال ہے۔ میں نے کہا بھئی! تمہاری مرضی' نہیں گزارا ہو سکتا تو عدالت سے رجوع کرو۔

تو زندگی ایک عمل کا نام ہے زندگی محض سوچنے یا وہم کا نام نہیں ہے۔ وہم کرنے سے مصیبتیں بڑھتی ہیں کم نہیں ہوتیں۔ یہ عہد بدی کا عہد ہے ہر طرف بُرائی عام ہے اور اس سے بچنے کے لئے بندے کو حواس سلامت رکھنے پڑتے ہیں۔ اگر وہم میں پڑ گیا اور سوچ میں پڑ گیا تو مارا گیا۔ شرعاً وہم کی حیثیت یہ ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا اب اُسے وہم ہے کہ میرا وضو ٹوٹ گیا' اس وضو سے نماز درست ہے۔ اس لئے کہ فقہا لکھتے ہیں کہ اُسے وضو کرنے کا تو یقین ہے کہ میں نے وضو کیا' اب ٹوٹنے کا وہم ہے یقین نہیں ہے تو عمل یقین پر ہوگا وہم پر نہیں ہوگا فقہی اعتبار سے وہم کی کوئی حیثیت نہیں ہے یقین پر کام ہوگا ایک آدمی نے نماز شروع کی وہم پڑ گیا کہ میں نے پتہ نہیں تین پڑھیں ہیں شاید ایک اور پڑھو چار پوری کی ہیں یا تین پڑھیں۔ وہم پر عمل نہ کرے جس طرح یقین ہے اُس طرف عمل کرے اگر یقین ہے چار پوری ہو گئی ہیں تو سلام پھیرے دعا مانگے اور رخصت ہو نماز مکمل ہو گئی وہم کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ شرعاً وہم کی کوئی حیثیت نہیں ہے' بچنے کا طریقہ عملی طریقہ یہ ہے کہ خود کو مصروف رکھے' اپنے کاروبار میں' اپنے اُمور میں' اپنے دنیوی معاملات میں اپنے دین میں' تلاوت میں' اللہ اللہ میں' اذکار میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ وہم کے لئے خالی نہ چھوڑے' رد کردے اور حقائق پہ واقعات پہ حالات پہ نظر رکھے اُس کے مطابق عمل کرے حکم شریعت کا بھی یہی ہے کہ وہم پر عمل نہ کیا جائے یقین پر عمل کیا جائے۔ اس سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے پہلی بات سب سے پہلی بنیادی بات تو اللہ پہ بھروسہ اللہ کی یاد مصروفیت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہم کے پیچھے نہ جائے کوئی وہم آئے اُسے سوچنا شروع کردے گا تو وہ پھیلتا جائے گا' بڑھتا جائے گا۔ اگر اُسے درگزر کرے گا چھوڑ دے گا' اِگنور" کرے گا تو از خود ختم ہو جائے گا۔ اور انسان یہ سوچے کہ میرے پاس فرصت نہیں ہے وہم کرنے کی' میرے پاس عمل کی بھی تھوڑی سی فرصت ہے میں وہم میں کیوں پڑوں' اگلا پل زندگی ساتھ دے نہ دے اگلا لمحہ ہے یا نہیں ہے اگلا سورج دیکھنا ہے یا نہیں دیکھنا تو میں حقائق پر کیوں نہ نظر رکھوں' میں وہم میں کیوں پڑوں۔ میرے پاس اتنی فرصت کب ہے کہ بیٹھ کے سوچتا رہوں تو اللہ کریم حفاظت فرماتے ہیں اللہ کی یاد میں مصروف رہے' دینی دنیوی امور' دنیا کے وہ کام جو شرعاً جائز ہیں یا ضروری ہیں وہ بھی عبادت ہیں' اُن پر بھی اَجر مرتب ہوتا ہے' ثواب ملتا ہے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ تو یہ طریقہ ہے وہم سے بچنے کا کہ اس کی پرواہ ہی نہ کرے۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے

عبادت کا مفہوم غیر مشروط اطاعت ہوتا ہے۔ نفع کی امید بھی اُسی سے ہو اسی کے خفا ہونے سے نقصان کا اندیشہ بھی ہو۔ اگر ہم اللہ جل شانہ کے مقابلے میں کسی اور کا حکم مانتے ہیں اور اس وجہ سے مانتے ہیں کہ اگر اس کا حکم نہ مانا تو ہمارا نقصان ہوگا اور اگر مانا تو ہمیں یہ نفع دے گا تو اہل علم کے نزدیک ہم نے ان کو رب مان لیا۔ ☆☆☆

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 1-8-2003

بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیمo

انما امرت ان اعبد رب هذا البلدة الذی حرمها وله كل شی وامرت ان اكون من المسلمين oوان اتلو القرآن ،فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسهٖ ،ومن ضل فقل انما انا من المنذرينoوقل الحمدللّٰه سيريكم ايته فتعرفونهاoوما ربک بغافل عما تعملونo

سورۂ نمل کی آخری آیات ہیں بیسویں پارے میں ارشاد فرمایا گیا۔ انما امرتُ ان اعبد رب هذاه البلدة الذی حرمهاo کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان اعبد رب هذاه البلدة الذی حرمها. اس شہر مکہ کے مالک کی عبادت کروں پروردگار کی، رب کی، عبادت کروں جس نے اس کو محترم اور مقام ادب بنایا۔ مشرکین عرب بھی مکہ مکرمہ کو محترم سمجھتے تھے اور گذشتہ ادیان کے حوالے سے یہود و نصاریٰ کے نزدیک بھی اور ان لوگوں کے نزدیک بھی جو خود کو دین ابراہیمی کا پیروکار سمجھتے تھے شہر مکہ نہایت حرمت کا اور ادب کا مقام تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس حوالے سے بات ارشاد فرمائی کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اُس پروردگار کی عبادت اور اطاعت کروں جس نے اس شہر کو حرمت عطا کی ہے۔ اگر تم سب اسے محترم سمجھتے ہو، قابل احترام سمجھتے ہو، قابل ادب سمجھتے ہو، تو آخر اس کو یہ احترام اور یہ عظمت کس نے دی؟ کون ہے وہ ہستی جسنے اس شہر کو اتنی عظمت عطا کر دی؟ وہ رب ہے۔ رب هذاه البلدة

اس شہر کے پروردگار کی یہاں اللہ جل شانہ کا اسم ذات استعمال نہیں کیا گیا صرف صفاتی نام "رب" لیا گیا ہے۔ رب وہ ہستی ہوتی ہے جو ساری مخلوق کی ہر ضرورت، ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال میں پوری کر رہی ہو اور تمام مخلوقات کو، تمام تخلیقات کو، درجہ بدرجہ اسکی منزل کی طرف پہنچا رہی ہو۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ایسی کسی ہستی کا تصور کفار و مشرکین کے پاس بھی نہیں، کفار و مشرکین نے بھی دین کو تقسیم کر دیا ہے متعدد ہستیاں اس کے لئے تسلیم کر لی ہیں۔ کوئی پہاڑوں کا رب ہے، کوئی جنگلوں کا رب ہے، کوئی بارش دینے والا ہے، کوئی دولت دینے والا ہے، کوئی اولاد دینے والا ہے اور کسی کے ذمے لیل و نہار ہیں یعنی ہر کام زندگی کا ہر شعبہ جو ہے کسی نہ کسی دیوی دیوتا کے، کسی نہ کسی ایک رب کے سپرد کر رکھا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اتنے رب جتنے تم لوگوں نے بنا رکھے ہیں یہ تو کبھی ایک بات پہ متفق ہوتے نظر نہیں آتے ہر مخلوق کی اتنی ضروریات ہیں کہ انہیں رب العالمین ہی سمجھ سکتا ہے ایک گھاس کے تنکے کو کتنی تراوت چاہئے۔ کون کون سی غذا چاہئے، کتنی دھوپ اس کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ضروری ہے، کتنی کرنیں آفتاب کی اس کی ضرورت ہیں اور کتنی روشنی چاند کی اس کی ضرورت ہے، یہ جاننا اس کا کام ہے جو اس تنکے کو پیدا کرتا ہے اور اسکی ضروریات کو بھی پیدا کرتا ہے اور ضروریات کی تکمیل کی اشیاء بھی پیدا کرتا ہے۔ اور پھر ان تمام چیزوں کو اُس تک پہنچانے کے اسباب بھی پیدا فرماتا ہے وہ رب ہے۔ اگر آپ اس شعبے کو بانٹ دیں کہ جی پیدا تو ایک کرتا ہے اس تک دھوپ دوسرا پہنچاتا ہے۔ اس تک بارش کا پانی تیسرا پہنچاتا ہے، اس تک ہوا چوتھا پہنچاتا ہے، اس تک سورج کی کرن پانچواں پہنچاتا ہے تو از خود ایک جھگڑا کھڑا ہو جائے گا کہ ان پانچ سات جو پیروردگار مانے گئے ہیں یا رب مانے گئے ہیں ان سب میں اتفاق واتحاد اور ان سب میں یگانگت کیسے ہو کہ اپنا اپنا کام وقت پر انجام دیں یہ ممکن نہیں ہے یہ عقلاً بھی محال ہے دس بارہ پندرہ ہستیوں میں ایک چیز کے مختلف امور بانٹ دیئے جائیں اور پھر وہ ہزاروں، لاکھوں، صدیوں چلتے رہیں اور کہیں سر مو فرق نہ آئے۔ اگر سورج کے طلوع وغروب میں ایک ایک لحہ کی تاخیر و تقدیم ہوتی وقت معینہ سے تاخیر کرنا شروع ہو یا زمین سے فاصلہ ایک ایک سینٹی میٹر بڑھنا شروع کر دیتا زمین کب کی تاریکیوں میں ڈوب چکی ہوتی اور سردیوں سے تباہ ہو چکی ہوتی، برف بن چکی ہوتی، ایک ایک سینٹی میٹر اس کے قریب آنا شروع کر دیتا تو یہ کب کا دوزخ بن چکی ہوتی۔ کون ہے جس نے ہر لمحے اور ہر فاصلے کو ماپ کر رکھا ہوا ہے۔ اگر ہوا اپنی رفتار بڑھاتی رہتی تو مخلوق کو اڑا لے جاتی اور تباہ کر دیتی اور اگر گھٹاتی رہتی لوگ دم گھٹ کر مر جاتے کون ہے جس نے اس کو ایسے تناسب میں رکھا ہوا ہے جس میں مخلوق کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ متعدد نہیں ہو سکتے فرمایا وہ ایک ہی ہستی ہے اور جو حقیقی رب ہے مجھے حکم ہے کہ میں اُسی کی عبادت کروں۔ عبادت کیا ہوتی ہے؟ عبادت کا مفہوم غیر مشروط اطاعت ہوتا ہے۔ نفع کی امید بھی اُسی سے ہو اسی کے خفا ہونے سے نقصان کا اندیشہ بھی ہو۔ اگر ہم اللہ جل شانہ کے مقابلے میں کسی اور کا حکم مانتے ہیں اور اس وجہ سے مانتے ہیں کہ اگر اس کا حکم نہ مانا تو ہمارا نقصان ہوگا اور اگر مانا تو ہمیں یہ نفع دے گا تو اہل علم کے نزدیک ہم نے ان کو رب مان لیا۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بہت سے لوگوں کا رب ان کی دکان ہے، ان کی ملازمت ہے، وہ کیسے؟ حضرت وہ اس کو رب تو نہیں مانتے؟ فرمایا جب رب کی اطاعت اس کے لئے چھوڑ دیتے ہیں اذان ہوتی ہے سجدہ کرنے نہیں جاتے۔ جو طریقے اللہ نے منع کئے ہیں جن باتوں سے روکا ہے وہ استعمال کرتے ہیں اللہ نے خرید وفروخت کا جو طریقہ بتایا ہے وہ چھوڑ دیتے ہیں نفع کے لالچ میں اس کے خلاف کام کرتے ہیں تو نفع ونقصان کی امید پر اگر اس نے اپنی دکان یا اپنی تجارت یا اپنے ادارے کی اطاعت کی اور اللہ کی اطاعت چھوڑ دی تو قیامت کو وہی اس کا رب شمار ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرما دی کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے انما امرت ۔ یہ بہت پکی اور پختہ بات ہے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس پروردگار کی اطاعت عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت دی۔ وله كل شي . اور ہر چیز جس کی ملکیت ہے، جو ہر شے کا رب ہے، جو ہر ذرے کا رب ہے، جو ہر جہاں کا رب ہے، جو ہر ہر مخلوق کا رب ہے اور وہی اکیلا پروردگار ہے جو کسی کا محتاج نہیں ہے اور ہر شے جس کی محتاج ہے، وہی اکیلی ذات ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے، باقی سب اس کے قائم رکھنے سے قائم ہیں، جسے مٹا دے وہ مٹ جاتا ہے، جسے بنا دے وہ بن جاتا ہے۔ وله كل شي .

ہر چیز اس کی ہے۔ وعظ کہنا اور وعظ سننا ایک رسم بھی بن گئی ہے وعظ کی دنیا سے باہر آ کر ہم اگر اپنا محاسبہ کریں ہم اپنی زندگی کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دیکھیں اور اس یقین کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ میرا نفع، میرا نقصان، اس وحدہ، لاشریک کے دست قدرت میں ہے تو کوئی وجہ ہے کہ دنیا کی کوئی چیز ہمیں اسکی نافرمانی سے روک لے اس کی اطاعت سے روک لے اس کی نافرمانی پر آمادہ کر دے جب یقین متزلزل ہوتا ہے اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ سے زیادہ نفع ہو سکتا ہے۔ فلاں کام نہیں کروں گا فلاں ناراض ہو گا تو یہ نقصان ہو جائے گا اور اُس میں اللہ کے حکم کی پرواہ نہیں کرتا اللہ کے حکم کو چھوڑ کر کسی اور کا حکم مانتا ہے یہاں سے بات بگڑ جاتی ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ اللہ کا شریک بنانے کیلئے کوئی بت بنا کر سامنے رکھا جائے۔ یہ جو شرک بتوں سے کیا جاتا ہے یہ جو شرک اوہام سے کیا جاتا ہے اس کو نکال دینا تو بڑی آسان سی بات ہے لا الہ الا اللّٰہ کی ایک ضرب سے یہ سارے پاش پاش ہو جاتے ہیں لیکن جو بت ایمان و یقین کے اندر بن جاتے ہیں جو مے خانہ بت خانہ دلوں کے اندر بن جاتا ہے۔ جہاں ہماری آرزوئیں، تمنائیں، اللہ جل شانہ، کو چھوڑ کر کہیں اور وابستہ ہو جاتی ہیں۔

قارون کے پاس بے شمار بے پناہ دولت جمع ہو گئی قرآن حکیم میں ہے کہ خزانوں کی کنجیاں اٹھانے کیلئے کتنی سانڈھنیاں درکار ہوتی تھیں سب زر و مال سے بھرے ہوئے تھے موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کا حکم پہنچایا کہ یہ مال اللہ کا ہے تو اس کا امین ہے اور اس کا حکم ہے کہ اس کے مال کو اس کی منشاء کے مطابق خرچ کیا جائے نیز اس میں سے ایک حصہ اُن مفلس اور غریبوں کا ہے جو نادار ہیں، معذور ہیں، اور وہ اس کی پاکیزگی کیلئے زکوۃ ادا کرے۔ زکوۃ کا معنیٰ ہوتا ہے پاکیزگی طہارت اسے پاک کرنے کیلئے اس میں سے زکوۃ دو تو اس نے کہا یہ تو میری عقلمندی، میری دانش، اور میری محنت کا حاصل ہے۔ میں اتنا ذہین، اتنا عقلمند تھا کہ میں نے اپنی عقل و خرد سے یہ دولت پیدا کی اس میں اللہ کہاں سے آ گیا اور میں اپنی اتنی دولت لوگوں میں کیوں بانٹ دوں؟ غریب ہیں تو ہوا کریں وہ بھی میری طرح عقل سے کام لیتے۔ غریب مفلس نہ رہتے دولت کما لیتے میں تو نہیں دوں گا۔ اللہ کی گرفت میں آ گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بار الہا! یہ تو نہ تیری عظمت کو مان رہا ہے نہ میری نصیحت کو مان رہا ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بن رہا ہے اس کی بات سن کر دوسرے بھی گمراہ ہوں گے ہر کوئی دولت کی پوجا پہ لگ جائے گا۔ زمین نے اُسے نگلنا شروع کر دیا تو وہ چلایا کہ یہ میرے ساتھ ظلم ہو رہا ہے کہ میری دولت چھیننے کیلئے آپؑ نے میرے ساتھ یہ کیا کہ زمین مجھے نگل لے اور آپ میری دولت پہ قابض ہو جائیں اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے تمام خزانے بھی اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیئے کہ تم اپنی دولت ساتھ لے جاؤ اللہ کریم اپنی مخلوق کو پالنے پر قادر ہے۔

تو یہی قارونی تصورات و خیالات کسی نہ کسی درجے میں انسان کو بھٹکانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ جب وہ اپنی امیدیں، اپنی ضرورتیں اللہ سے توڑ کر کسی اور کے ساتھ وابستہ کر لیتا ہے۔ تو پھر اُس کی غلامی اور اس کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت پر ترجیح دینے لگتا ہے۔ یہ بھی بڑی آسان بات ہے کہ ہم دوسروں پہ فتوے لگاتے رہیں ہم حکومت کو بھلا، برا کہتے رہیں سیاست دانوں کو بھلا برا کہتے رہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ آدمی اپنی ذات کو سامنے رکھ کر تجزیہ کرے اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کہاں کھڑا ہوں؟ اس لئے کہ میں نے بھی اپنے بھی ہم سب نے اپنا اپنا حساب دینا ہے۔ ہم سے نہ حکمرانوں کا حساب مانگا جائے گا نہ کسی دوسرے کا حساب مانگا جائے گا ہم سے ہمارا حساب مانگا جائے گا ہم سے ہماری پرسش ہوگی اور ہمارے پاس اتنی فرصت بھی نہیں ہے کہ محض دوسروں پر فتوے لگاتے رہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور خود کو پارسا سمجھتے رہیں بڑی سادہ سی بات ہے لیکن یہ بڑی مشکل ہے کہ اللہ کو اللہ ماننا آسان ہے اور اللہ کو رب ماننا مشکل ہے اللہ کو رب ماننے کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ساری امیدیں اُسی ایک ذات سے وابستہ کریں۔ اپنے سارے خوف اس ایک ذات سے وابستہ کر دیں کہ کہیں وہ روٹھ نہ جائے کہ میں کہیں کا نہیں رہوں گا اب اس کے بعد اس کی اطاعت پر کوئی چڑھتا ہے' کوئی روٹھتا ہے' تو وہ روٹھ کر دیکھ لے کیا بگاڑے گا نہ صحت و بیماری کسے کے اختیار میں ہے۔ نہ امارت و غربت کسی کے اختیار میں ہے۔ نہ زندگی اور موت کسی کے اختیار میں ہے۔ اسی واحدہ' لاشریک کے دست قدرت میں ہے پھر کوئی کیا بگاڑے گا؟ اگر مصیبت آتی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں اگر کسی پر مصیبت و پریشانی بھیجتا ہوں کوئی ہے جو اُسے روک لے اور بچا سکے اور اگر میں کسی پر آرام دولت اور عزت' نعمت بھیجتا ہوں تو کوئی ہے جو اُسے روک سکے تو فرمایا وله' كل شي ء

ہر چیز اُس کی ہے ایک ایک قطرہ پانی جو ہم پیتے ہیں وہ اس کا ہے ایک ایک دانہ جو ہم کھاتے ہیں اس کا ہے۔ ایک ایک سانس جو لیتے ہیں اس کی ہے ہم اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے' سوتے جاگتے' اُس کی دی ہوئی طاقت سے ہیں۔ گھر اُسی کے ہیں' ہمیں جتنی نعمتیں دی ہیں وہ اولاد ہے' مال ہے' جائیداد ہے' سب اُسی کا ہے اس کی مرضی آج ہمیں دے دیں کل وہی دولت کسی دوسرے کے پاس ہوگی گذشتہ کل کسی کے پاس تھی آج ہمارے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگی تو فرمایا لوگو! بڑے واضح طریقے سے سن لو محمد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں۔ وامرت ان اکون من المسلمین.

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں رہوں۔

مسلمان کوئی ایک قوم نہیں ہے مسلمان کوئی فرقہ نہیں ہے مسلمان کوئی محض ایک تشخص نہیں ہے۔ مسلمان کا معنی ہے اللہ کی بات تسلیم کرنے والا' اللہ کے احکام کو مان کر چلنے والا زندگی کو اس کی اطاعت میں بسر کرنے والا۔

اگر کوئی زہر کا نام شہد رکھ دے تو کیا اس کی تاثیر نام رکھنے سے بدل جاتی ہے' زہر تو زہریلی رہے گی۔ اگر خدانخواستہ بدقسمتی سے ہم ساری زندگی اللہ کی نافرمانی کرتے رہیں نام مسلمان رکھے تو کیا تبدیلی ہوگی؟ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ مسلمان کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی اپنی نہ کوئی رائے ہو' نہ کوئی پسند ہو' اس کا اپنا نہ مال ہو نہ اس کی جان ہو۔

ان الله الشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم لجنته. اللہ نے مفت میں جان دی' مفت میں مال عطا کیا' مفت میں نعمتیں عطا کیں اور واپسی پر اپنی رضامندی کا محل اور مقام جنت دیگر لوگوں سے سودا کیا کہ میری یہ نعمتیں میری یہ جنت تمہاری ہوگی اور جو کچھ میں نے تمہیں عطا کیا ہے وہ وقتی طور پر میں نے تمہیں دیا اب تمہارے پاس جتنے دن ہیں اُسے میرا مانتے رہو اس میں اپنی مرضی نہ چلاؤ' دولت کماؤ اس طریقے سے جس طریقے سے میں نے کمانے کی اجازت دی لوٹ مار اور ڈاکے سے نہیں جوا نہ کھیلو' سود نہیں کھاؤ' حلال ذرائع سے کماؤ۔ کس نے روکا ہے کھاؤ۔

كل واشربوا.

کھاؤ پیو کوئی منع نہیں۔

ولا تسرفوا. اُسے ضائع نہ کرو۔ تمہاری نہیں ہے میرا مال ہے جہاں سے میں نے روک دیا ہے وہاں خرچ کرنا اسراف ہوگا۔ اسراف کا مطلب یہ نہیں کہ زیادہ دولت لٹائی جائے۔ اسراف کا یہ مطلب ہے کہ کوئی پائی' کوئی پیسہ' جو خلافت شریعت خرچ ہوگا جہاں اللہ نے روک دیا ہے' خرچ نہ کیا جائے وہاں خرچ ہوگا اسراف ہوگا۔ جہاں اللہ نے حکم دیا ہے خرچ کیا جائے وہاں خرچ ہوگا تو وہ صدقہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوگا۔ اللہ کے نام پر ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا مومن بندہ بیوی بچوں کو جو کھانا کھلاتا ہے، روٹی کپڑا دیتا ہے، وہ بھی اس کا صدقہ اور عبادت شمار ہوتی ہے عرض کیا یا رسول اللہ بیوی بچوں کا نان نفقہ تو اس کے ذمے فرض ہے اس کی ذمہ داری ہے تو یہ عبادت کیسے؟ فرمایا! ذمہ داری پوری کرنا ہی تو عبادت ہوتی ہے۔ نماز فرض ہے تو اُسے پورا کرنا ہی تو عبادت ہے۔ حج فرض ہے تو اُسے کرنا ہی تو عبادت ہے، اور اگر بیوی بچوں کا نان ونفقہ فرض ہے تو حلال کما کے اُن کی ضروریات پوری کرتا ہے تو یہی تو عبادت ہے کہ اللہ نے جو فرض کیا ہے وہ ادا کر رہا ہے۔

یعنی راہ تسلیم ورضا میں سونا بھی عبادت، جاگنا بھی عبادت، اُٹھنا بھی عبادت، بیٹھنا بھی عبادت، کام کاج کرنا، مزدوری کرنا، بھی عبادت ہے اور راہ تسلیم ورضا میں سجدے بھی عبادت، اور اگر اپنی پسند سے فیصلے کرنے لگے ابھی جمعے کے دو فرض ہیں اللہ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتایا اب ہم اپنا ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ نہیں جی ہم جمعے کے دو نہیں چار فرض پڑھیں گے تو چار میں بھی وہی سورۃ فاتحہ ہوگی، قرآن کی کوئی سورۃ ہوگی، وہی رکوع وسجود ہوگا لیکن ہوگا کیا؟ وہ دو بھی ادا نہیں ہوں گے اور چار کا فیصلہ کرنے کا جرم الگ ہوگا۔ یہ ضروری نہیں کہ چوری کرنا ہی گناہ ہے، دراصل اطاعت سے نکلنا گناہ ہے، خواہ عبادات میں اطاعت سے نکل جاؤ، ایمانیات میں اطاعت سے نکل جاؤ وہ تو کفر ہوگا عبادت میں نکل جاؤ تو وہ جرم ہوگا اور اطاعت کرو زندگی کے کسی کام میں وہی عبادت ہوگیا۔

جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے خیموں سے، صحراؤں سے، ویرانوں سے اٹھ کر روئے زمین کو انسانیت سے آشنا کر دیا، سلطنتیں بنائیں اور ایسی بنائیں کہ تاریخ میں جن کی نظیر نہیں ملتی، جہاد کئے اور جان توڑ کر کئے انصاف دیا اور ایسا دیا جو تاریخ میں مثال ہے۔ سیاست بھی کی، جہاد بھی کئے، تجارت بھی کی، شادیاں بھی کیں، گھر بھی بسائے زراعت بھی کون سا دنیا کا کام ہے جو اللہ کے ان بندوں نے نہیں کیا لیکن قرآن کہتا ہے۔

وتراھم رکعا سجدا. اے مخاطب تو انہیں جب بھی دیکھتا ہے وہ رکوع وسجود میں ہیں یعنی زندگی کے ان کے سارے کاموں کو قرآن نے رکوع وسجود سے تشبیہ دی ہے کہ ہر کام انہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق کیا اور یہی عبادت ہے پانچ وقت کی نماز ادا کرنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا دو نمازوں کے درمیان جو کچھ ہم کرتے ہیں اسے اللہ کے حکم کے مطابق کرنا مشکل ہے پھر فرمایا۔

مجھے حکم ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو ان اتلوا القرآن۔ کہ میں قرآن پڑھا کروں کہ میں اللہ کا قرآن اللہ کے بندوں تک پہنچاتا رہوں۔ اللہ کی بات اللہ کے بندوں کو سناتا رہوں، یہ میری ذمہ داری ہے۔

فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ.

جو ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا نہ اللہ پر احسان ہے، نہ اللہ کے رسول پر، وہ اپنے لئے، اپنی جان کے لئے، اپنے فائدے کے لئے، اپنے بھلے کیلئے اطاعت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ ومن ضل۔ اور جو گمراہ ہوجاتا ہے، جو چھوڑ دیتا ہے۔ فقل انما انا من المنذرین. تو آپ کہہ دیجئے اے حبیب کبریا ﷺ کہ میرا کام گمراہی کے بُرے انجام کی بروقت خبر دینا ہے۔

میری ذمہ داری یہ ہے کہ چھوڑنے والے کو، گمراہ ہونے والے کو ہدایت سے بھٹکنے والے کو اُس کے بُرے نتیجے سے باخبر کروں کہ اگر اللہ کی اطاعت چھوڑو گے تو دائمی زندگی تباہ ہو جائے گی اور دنیوی زندگی بھی اسی کا پرتو ہے۔ دنیا میں بھی کوئی سانس سکون کا نصیب نہیں ہوگا۔ اور کہہ دیجئے۔ وقل الحمد للہ۔ میرے حبیب ﷺ کہہ دیجئے تمام

www.naqshbandiaowaisiah.com

خوبیاں تمام بھلائیاں' سب اللہ کیلئے ہیں اور جو لوگ یہ نہیں مانتے کہ الہ ہے ان کا کیا بگڑے گا؟ فرمایا دنیا کا کوئی بشر ایسا نہیں ہے جسے ایک دن لاچار نہ ہونا پڑے۔ بادشاہوں سے تخت چھن جاتے ہیں اور طاقتوروں سے طاقت چلی جاتی ہے۔ امراء سے دولت چلی جاتی ہے اور جس بھی گھمنڈ پہ وہ اکڑ رہا ہوتا ہے دنیا میں اس سے وہ چیزیں چھن جاتی ہیں اور وہ دیکھ لیتا ہے سامنے آنکھوں سے کہ یہ سب کچھ میرا نہیں تھا۔

سیریکم ایتہ.

لوگو! تم سب کو اپنی نشانیاں دکھائے گا فتعرفونھا اور تمہیں سمجھ بھی آئے گی لیکن تب تک دیر ہو چکی ہو گی اور ایک بات یاد رکھو۔

وما ربک بغافل عما تعملون.

تیرا پروردگار جو تجھے ایک ایک سانس گن گن کر دے رہا ہے۔ وہ تیرے دل کو ایک ایک دھڑکن گن گن کر دے رہا ہے۔ ایک ایک قطرہ خون اور جسم کے ایک ایک ذرے کی پرورش کر رہا ہے۔ وہ تیرے کردار سے غافل نہیں ہے وہ تیرے کردار سے بیگانہ نہیں ہے۔ تیری سوچ' تیری حرکت' تیرے عمل کو' ہر لحظہ' ہر آن' مشاہدہ فرما رہا ہے یہ بات یقین سے جان لے اب جو چاہتا ہے وہ راستہ اختیار کر۔

تو میرے بھائی بندے کا سب سے بڑا وعظ اس کے اپنے لئے ہونا چاہئے۔ اپنا محاسبہ کرتے رہو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے یہ عظیم بات سیدنا فاروق اعظمؓ نے ارشاد فرمائی اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆

اِنا للہ و اِنا الیہ راجعون

- ماہنامہ المرشد شعبہ پیسٹنگ کے ساتھی محمد ندیم اختر کے والد محترم اور پھوپھی جان وفات پا گئی ہیں۔
- فیصل آباد سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی عبدالخالق صاحب وفات پا گئے ہیں۔
- اٹک سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی لالہ شیر بہادر وفات پا گئے ہیں۔
- ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی حافظ ضیاء صاحب کی والدہ انتقال فرمائی ہیں۔
- منڈی بہاؤ الدین سے سپیشل کلاس کے ساتھی چودہری محمد عارف صاحب کی والدہ انتقال فرما گئی ہیں۔
- گوجرانوالہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد اشفاق صاحب کے والد وفات پا گئے ہیں۔
- اوکاڑہ سے امیر جماعت مساعد عالم کے بڑے بھائی تصور عالم وفات پا گئے ہیں۔
- اٹک سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد مسکین صاحب کے بھتیجے محمد ساجد' محمد سلیم ایک حادثہ میں وفات پا گئے ہیں۔
- گوجرانوالہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی وحید احمد صاحب کے ماموں انتقال فرما گئے ہیں۔
- فیصل آباد سے جماعت کے ساتھی گوہر لطیف اویسی کے ماموں اور قمر یوسف راحیل کے چچا غلام فرید صاحب وفات پائے ہیں۔
- چمنکہ ضلع ایبٹ آباد سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد نسیم خان صاحب وفات پا گئے ہیں۔

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

علم الادیان اور علم الابدان کا حسین امتزاج : اقبال کے شاہینوں کا مسکن

راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق شدہ

پچھلے دس سال سے راولپنڈی بورڈ سے

مسلسل پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والا واحد تعلیمی ادارہ

قائم شدہ 1984ء

دارالعرفان منارہ

صقارہ اکیڈمی

صحت مند پاکیزہ اور سیاست سے پاک ماحول

ہاسٹل کی سہولت موجود

- ایف اے
- ایف ایس سی
- جنرل سائنس
- پری انجینئرنگ
- پری میڈیکل
- آرٹس گروپ

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر

خصوصی توجہ کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ

آئی ایس ایس بی کے ٹیسٹ کے لئے خصوصی

راہنمائی اور یقینی کامیابی کے مواقع

سیشن 2006ء

داخلہ جاری ہے

محل وقوع:۔ صقارہ اکیڈمی دارالعرفان منارہ ڈاکخانہ نورپور ضلع چکوال

رابطہ فون نمبر 0543-562222
562200

www.naqshbandiaowaisiah.com

عشق کا امتحان

(جاوید چودھری)

کرے بلوٹکن کا تعلق ڈنمارک سے تھا' وہ بچوں کیلئے کہانیاں لکھتا تھا' اس نے 2005ء کے شروع میں نبی اکرمؐ پر ایک کتابچہ لکھا' اس نے سوچا کتاب میں کہیں کہیں خاکے شامل کر دیئے جائیں' اس نے ڈنمارک کے مختلف مصوروں سے رابطہ کیا' تمام آرٹسٹوں نے صاف انکار کر دیا' ان آرٹسٹوں کا کہنا تھا' اس قسم کے خاکے خلاف اسلام ہیں اور مسلمان ایسے گستاخوں کو قتل کر دیتے ہیں' کرے بلوٹکن مسودہ لے کر ''یولاند پوسٹن'' اخبار کے دفتر چلا گیا' اس اخبار کے مالکان یہودی ہیں اور اس کی پیشانی پر باقاعدہ ''سٹار آف ڈیوڈ'' شائع ہوتا ہے' بلوٹکن نے اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی بپتا سنائی' یہ کہانی سن کر ایڈیٹر کے شیطانی دماغ میں ایک انوکھا خیال آیا' اس نے کرے بلوٹکن سے کہا ''ہم ایک آزاد ملک ہیں' ہمارے ملک میں صحافت آزاد ہے' آؤ ہم ایک تجربہ کرتے ہیں' ہم خاکے بنا کر شائع کرتے ہیں'' کرے بلوٹکن نے اس سے اتفاق کیا' ''یولاند پوسٹن'' کے پینل پر 40 کارٹونسٹ تھے' ایڈیٹر نے اسی وقت ان سب کو بلایا اور انہیں ایک ایسا ٹاسک دے دیا جس نے آنے والے دنوں میں پوری دنیا کا امن غارت کر دیا' ان چالیس کارٹونسٹوں میں سے 28 نے اس گستاخی سے انکار کر دیا جبکہ باقی 12 کارٹونسٹ خاکے بنا کر لے آئے' ایڈیٹر نے 30 ستمبر 2005ء کو یہ خاکے شائع کر دیئے' ڈنمارک کی مسلم کمیونٹی نے اس پر احتجاج کیا لیکن اخبار نے اس احتجاج کو درخور اعتنا نہ سمجھا' ڈنمارک میں موجود مسلم ممالک کے 11 سفیر اکٹھے ہوئے اور انہوں نے بیس اکتوبر کو ڈینش وزیراعظم سے ملاقات کی درخواست کی مگر وزیراعظم نے اسے ''آزادی صحافت'' قرار دے کر ملاقات سے انکار کر دیا' یہ مسئلہ دب گیا' عالم اسلام اس گستاخی سے بے خبر رہا۔

دس جنوری 2006ء کو ناروے کے ایک جریدے ''میگزنیت'' نے یہ خاکے ''ری پرنٹ'' کر دیئے' یہ ایک محدود سرکولیشن کا جریدہ تھا جس کی وجہ سے زیادہ تر لوگ اس گستاخی سے ناواقف رہے لیکن اگلے دن ناروے کے ایک بڑے اخبار ''واک بلادت'' نے یہ خاکے اپنے انٹرنیٹ ایڈیشن میں شامل کر لئے' انٹرنیٹ کے ذریعے یہ گستاخی پوری دنیا میں پھیل گئی جس کے بعد اسلامی دنیا کی طرف سے ردعمل شروع ہو گیا' یہ حج کے دن تھے' چالیس لاکھ کے قریب مسلمان سعودی عرب میں جمع تھے' وہاں لوگوں نے ان خاکوں کے بارے میں گفتگو شروع کر دی' بات چلتے چلتے امام کعبہ تک جا پہنچی انہوں نے اس گستاخی کا شدید نوٹس لیا' حج کے بعد جمعہ آیا تو سعودی عرب کی تمام مساجد میں آئمہ کرام نے اس سانحے کا ذکر کیا اور تمام مسلمانوں سے عملی احتجاج کی درخواست کی' سعودی عرب ڈنمارک کے حلال گوشت اور ڈیری مصنوعات کا سب سے بڑا خریدار ہے' ڈنمارک کی ایک کمپنی سعودی عرب کو ہر سال پانچ سو ملین ڈالر کی ڈیری مصنوعات بیچتی ہے' عوام نے ان مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا' لوگ ڈیپارٹمنٹل سٹورز میں داخل ہوئے اور ڈینش ڈیری مصنوعات اٹھا کر باہر پھینک دیں' لوگوں نے اپنے ذاتی فریجوں سے بھی ڈینش مصنوعات نکال کر کوڑے دانوں میں پھینک دیں' صرف دو دن میں یہ کمپنی سعودی عرب میں دیوالیہ ہو گئی' عوامی احتجاج کو دیکھتے ہوئے سعودی عرب نے 26 جنوری کو ڈنمارک سے اپنا سفیر واپس بلا لیا' اس کے بعد یہ احتجاج عرب امارات' ایران' لیبیا' مصر اور فلسطین سمیت پورے عالم اسلام میں پھیل گیا' 30 جنوری کو غزہ میں یورپی یونین کے دفتر پر حملہ ہوا' دمشق میں مشتعل نوجوانوں نے ڈنمارک اور ناروے کے سفارتخانے جلا دیئے' بیروت میں ڈینس ایمبیسی جلا دی گئی' نابلس میں فرانسیسی کلچرل سنٹر پر قبضہ ہو گیا' لندن میں ڈینش ایمبیسی کے باہر مارچ ہوا' برلن میں مسلمانوں اور پولیس میں جھڑپیں ہوئیں اور قاہرہ اور ایتھنز میں ہزاروں لوگ سڑک پر آ گئے' غرض پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا۔

فروری کے پہلے ہفتے تک بظاہر یہ محسوس ہوتا تھا یہ خاکے محض اتفاق اور ایک ایڈیٹر کی بے وقوفی ہیں لیکن جب ناروے کے میگزین نے ان بجھی چنگاریوں کو ہوا دی اور نارویجن اخبار نے یہ چنگاریاں اڑا کر پوری دنیا میں پھیلا دیں تو معلوم ہوا یہ گستاخی محض بے وقوفی یا اتفاق نہیں تھا' یہ عالم اسلام کے خلاف ایک گہری سازش تھی اس سلسلے میں ہم یورپ کے دوسرے اخبارات کو بطور دلیل پیش کر سکتے ہیں جس وقت پورا عالم اسلام چراغ پا تھا اس وقت فرانس' جرمنی' اٹلی اور سپین کے اخبارات نے بھی یہ خاکے شائع کر دیئے' یہ خاکے فرانس کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اخبار فرانس سویئر' جرمنی کے اخبار ڈائی ایلٹ اور بلائیرزی تنگ اور اٹلی کے اخبار لاشامیا میں شائع ہوئے' یہ اقدام ثابت کرتا ہے یہ اتفاق نہیں تھا اور اس کے پیچھے ایک لمبی چوڑی سازش ہے' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے' یہ سازش ہے کیا؟ آج سے پانچ برس پہلے مجھ سے ایک یورپی سکالر نے عجیب سوال پوچھا تھا' اس نے کہا تھا'' میں ایسے بے شمار روشن خیال اور لبرل مسلمانوں کو جانتا ہوں جو شراب پیتے ہیں' جوا کھیلتے ہیں' جو غیر فطری تعلقات کے حامی ہیں اور جو تیس تیس برس سے یورپ میں رہ رہے ہیں' جو ہم جیسے ہیں لیکن جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے ردعمل اور ایک کٹر مولوی کے ردعمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا' ایسا کیوں ہے' ہم اس بات پر حیران ہیں'' اس سکالر کے سوال میں اس سازش کی جڑیں پیوست ہیں' یورپ اور امریکہ کے ''لبرل'' دانشور ہر پانچ دس برس بعد اس قسم کی حرکت کرتے ہیں جس کے ذریعے یہ مسلمانوں کی لبرلزم کی سطح چیک کرتے ہیں' وہ یہ دیکھتے ہیں ہم اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے کس درجے پر فائز ہیں لہذا اگر یہ محض اتفاق یا بے وقوفی ہوتی تو یہ بے قوفی یولاند پوسٹن تک محدود رہتی' یہ گستاخی میگزنیت اور واگ بلاوت تک نہ جاتی اور اس کے بعد یہ خاکے فرانس' جرمنی' اٹلی اور سپین کے اخبارات میں شائع نہ ہوتے' اگر ہم پچھلے ایک ماہ کے واقعات کا جائزہ لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے یہ بارودی سرنگوں کا ایک سلسلہ تھا جس میں ایک کے بعد دوسرا دھماکہ ہوتا چلا گیا جس کے ذریعے معاملہ آگے بڑھتا گیا۔

یورپی اخبارات اور حکومتوں کا ردعمل بہت دلچسپ ہے ان کا کہنا ہے یہ محض آزادی رائے یا آزادی صحافت کا مسئلہ ہے اور ان کے اخبارات میں ہر قسم کا مواد شائع ہوتا رہتا ہے' یہ موقف مکمل طور پر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے' ڈنمارک کے اسی اخبار یولاند پوسٹن کے ایک کارٹونسٹ کرسٹوفر زیلر نے اپریل 2003ء میں (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ کے بارے میں چند خاکے بنائے تھے' اس نے جب یہ خاکے اخبار کو بھجوائے تھے تو سنڈے میگزین کے ایڈیٹر جینز کیسر نے یہ خاکے شائع کرنے سے انکار کر دیا تھا' ایڈیٹر کا کہنا تھا'' ان خاکوں سے قارئین کے ایک حلقے کی دل آزادی ہوگی' وہ اس پر مشتعل بھی ہو سکتے ہیں'' یہ انکار اور یہ جواب ثابت کرتا ہے یولاند پوسٹن کی انتظامیہ اتنی سادہ اور بے قوف نہیں' وہ عوامی ردعمل سے اچھی طرح واقف ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے ان کی آزادی کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں پہنچ کر اس کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں' اگر یہ محض آزادی کی صحافت کا مسئلہ ہوتا تو یولاند پوسٹن حضرت عیسیٰ کے خاکے بھی شائع کر دیتا' دوسرا اگر یورپ کے اخبارات اتنے ہی آزاد ہیں تو انہوں نے آج تک یہودیوں کے خلاف کوئی خبر' کوئی مضمون اور کوئی خاکہ کیوں شائع نہیں کیا' یورپ کے اخبارات یہودیوں سے اتنے ڈرتے ہیں کہ وہاں جب بھی کسی داڑھی والے کا کارٹون یا خاکہ بنایا جاتا ہے تو اس پر مسلم لکھ دیا جاتا ہے تاکہ کوئی قاری اسے غلطی سے یہودی نہ سمجھ بیٹھے' پچھلے پچاس برسوں سے یورپ کے کسی اخبار میں یہودیوں کے قتل عام Holo Caust کے خلاف ایک سطر شائع نہیں ہوئی لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے یہودیوں پر پہنچ کر یورپ کی آزادی صحافت دم کیوں توڑ دیتی ہے' آج تک کسی نے ان سے یہ نہیں پوچھا اور نہ ہی ان لوگوں نے آج تک اس سوال کا جواب دیا' میرا خیال ہے یورپ کی آزادی صحافت مسلمانوں سے شروع ہوتی ہے اور مسلمانوں پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اب آتے ہیں مسلمانوں کے ردعمل کی طرف' وقت نے ثابت کیا مسلمان انتہائی برا ہو سکتا ہے لیکن نبی رسالت ﷺ ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرامؓ مسلمان کی زندگی کا وہ موڑ ہیں جہاں پہنچ کر وہ زندگی اور موت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے اس موڑ پر عموماً سو فیصد مسلمان شہادت کا فیصلہ کرتے ہیں' یورپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتا' اسے کیا معلوم جس دن اللہ اکبر کی پہلی صدا مسلمان کے کان میں پہنچتی ہے تو اس کے خون کا ایک ایک قطرہ نبی رسالت ﷺ کے نام ہو جاتا ہے' وہ اس دن سے اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کی امانت سمجھتا ہے اور پوری زندگی کسی کذاب' کسی راج پال کا تعاقب کرتے کرتے گزار دیتا ہے' عشق کے اس امتحان میں موت پانی کے ایک گھونٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ مسلمان سمجھتے ہیں جب تک رسول اللہ ﷺ کی ذات ان کی ہر چیز سے زیادہ قیمتی نہیں ہو جاتی وہ مسلمان نہیں ہو سکتے اور اس وقت دنیا کے ایک ارب 45 کروڑ مسلمان خود کو مسلمان ثابت کرنے پر تلے ہیں چنانچہ محسوس ہوتا ہے اب ان کے راستے میں جو بھی آیا وہ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا' یہ عشق کا دریا ہے جس کا کوئی کنارا' کوئی بند نہیں ہوتا۔

بشکریہ روزنامہ ''جنگ''

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کیا اب بھی............؟

(عرفان صدیقی)

صرف زلزلے' طوفان' بجلیاں' سیلاب اور قحط ہی عذاب نہیں ہوتے' اس کی اور بھی کئی شکلیں ہوتی ہیں۔ ہم ایک مدت سے بے بسی' بے چارگی' مردنی' بے حسی' ہزیمت' شکست خوردگی اور بے توقیری کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ ہمارا قافلہ بے سالار ہے' ہمارا زادِ راہ لٹتا جا رہا ہے اور ہمارے احساس زیاں کی نبضیں بھی ڈوب رہی ہیں۔

ڈنمارک کے ایک کم نصیب اخبار اور اس کے ناپاک نقش قدم پر چلتے ہوئے دیگر یورپی جرائد نے جو کچھ کیا' اس پر کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہئے۔ نائن الیون کے بعد سے اہل حرم کے ساتھ اہل مغرب کے بغض وعداوت نے باقاعدہ فلسفہ سیاست اور حکمت عملی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ امریکہ نے یورپ کی تائید وحمایت سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو نشانے پہ دھر لیا اور اسے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دے دیا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب عالم اسلام اپنے حواس پر قابو رکھتے ہوئے یکجا ہوتا اور ستاون ممالک کے فرمانروا اپنے سیاسی اہداف ومقاصد سے بالاتر ہو کر بعض بنیادی فیصلے کر لیتے۔ اسلامی کانفرنس پوری طرح فعال ومتحرک ہو جاتی اور امت مسلمہ ایک مشترکہ راہ عمل اختیار کرتی۔ ہم کوئی کم نہ تھے۔ دنیا کے پانچ ارب انسانوں میں ہماری تعداد سوا ارب سے بھی زائد تھی۔ ہمارے پاس معدنیات اور تیل کے لامحدود وسائل تھے۔ ہم دنیا کے اہم ترین جغرافیائی خطوں میں بس رہے تھے۔ ہمارے پاس امریکہ جیسے ہلاکت آفریں ہتھیار نہ سہی لیکن ہم بھوسے کا ڈھیر بھی نہ تھے۔ ہوشمندی کے ساتھ ایک معتدل' متوازن اور دانش مندانہ حکمت عملی تراشی جا سکتی تھی جس سے ہم براہ راست تصادم سے بھی بچ جاتے اور ہمارے گھروں کی حرمت بھی پامال نہ ہوتی۔ تب اسلامی کانفرنس نے پہلو تک نہ بدلا اور بیشتر اسلامی ممالک جارج ڈبلیو بش کے کروسیڈ کا دست وبازو بن گئے۔ افغانستان وعراق کی فضاؤں میں لہرانے والے امریکی پرچم دراصل ستاون اسلامی ممالک کے سینوں میں گڑ گئے۔ معاملہ عسکری فتح اور سیاسی اہداف تک ہی محدود نہ رہا۔ امریکہ ہمیں اپنے مذہب' اپنے دینی شعائر' اپنے نظام تعلیم' اپنی درسی کتب' اپنے مدارس' اپنی تہذیبی اقدار اور اپنے معاشرتی انداز واطوار میں تبدیلیاں لانے پر مجبور کرنے لگا۔ یہ اس امر کا واضح اشارہ تھا کہ اب وہ فوجی اور سیاسی مقاصد سے آگے نکل کر فکری نظریاتی اور تہذیبی فتوحات کی راہ پر چل نکلا ہے۔ اس کی اس یلغار کو بھی خوشدلی سے برداشت کر لیا گیا بلکہ ایسے والہانہ پن کا مظاہرہ کیا گیا "گویا یہ بھی میرے دل میں تھا"۔ "دہشت گردی" کے خلاف جنگ سے غیر مشروط تعاون کے بعد فکری ونظریاتی یلغار کرنے والے لشکر کی راہ میں بھی سرخ قالین بچھانے سے امریکہ' یورپ اور ان تمام قوتوں کو حوصلہ ملا جو کمیونزم کی بیخ کنی کے بعد اسلام کو خطرہ تصور کر رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ہماری خوئے مزاحمت دم توڑ چکی ہے بلکہ ہم قوت گویائی سے بھی محروم ہو چکے ہیں اور دست قاتل کو بوسے دینا بھی اعزاز وافتخار سمجھنے لگے ہیں تو انہوں نے ہمارے مقدس ترین اثاثوں پر بھی حملے شروع کر دیئے۔ ڈنمارک اور یورپ کے کسی اخبار کو نبی آخر الزماں ﷺ کے ناموس پر حملے کی جسارت نہ ہوتی۔ اگر نائن الیون کے بعد ہم کسی نہ کسی موڑ پر کھڑے ہو کر پوچھ لیتے کہ "تم دہشت گردی کسے کہتے ہو؟" ہم نے آج تک امریکہ کو یہ بھی نہیں بتایا کہ تم

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہمارے کندھوں پر بندوق رکھ کر جن سینوں کو چھلنی کر رہے ہو ان سے ہماری بڑی گہری قرابت داری ہے' خون کا رشتہ ہے' افغانستان اور عراق پر حملوں کیلئے امریکہ نے پاس پڑوس کے جتنے ممالک کو بندرگاہیں' ہوائی اڈے اور فضائیں استعمال کیں وہ سب کے سب اسلامی ممالک تھے۔ ذرا سوچئے کہ اس سے سبز گنبد کے مکین پر کیا گزری ہوگی؟

ایک انسان کی طرف سے کسی دوسرے انسان پر ڈھائے جانے والے جتنے بھی مظالم کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ گذشتہ ساڑھے چار برسوں میں افغانوں اور عراقیوں پر آزما ڈالے گئے۔ ستاون اسلامی ممالک خاموش رہے۔ تاریخ کی کتابوں میں درندگی' سفاکی اور انسانیت سوزی کی جتنی بھی متعفن کہانیاں درج ہیں' گذشتہ ساڑھے چار برسوں کی خونچکاں داستانیں ان پر بازی لے گئیں اور اسلامی کانفرنس نے سسکی تک نہ بھری' ہوا بند' فولادی کنٹینروں میں بند کر کے ہلاک کر دینے' زندہ جلا دینے' شہ رگ میں تیزاب بھر کر آگ لگانے' رقص بسمل کا تماشا دیکھنے' زخمیوں کو زندہ درگور کر دینے اور سوا لاکھ سے زائد انسانوں کو قتل کر دینے سے لے کر قیدیوں پر شرمناک تشدد اور عفت مآب خواتین کی عصمت دری تک ایسی ایسی کہانیاں بکھری پڑی ہیں کہ ہمارا احساس زندہ ہوتا تو ہم مغرب کے مفادات پر ضرب لگانے کی موثر حکمت عملی بنا چکے ہوتے یا پھر خود اپنی ہی آگ میں جل کر بھسم ہو گئے ہوتے لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ افتخار عارف پھر یاد آ رہا ہے۔

شاخ زیتون پر
کم سخن فاختاؤں کے اتنے بسیرے اجاڑے گئے۔
اور ہوا چپ رہی
زرد پرچم اڑاتا ہوا لشکر بے اماں
گلزمینوں کو پامال کرتا رہا
اور ہوا چپ رہی
آرزو مند آنکھیں' بشارت طلب دل' دعاؤں کو اٹھے ہوئے ہاتھ
سب بے ثمر رہ گئے اور ہوا چپ رہی
اور تب
جس کے قہر میں موسموں کے عذاب ان زمینوں پر بھیجے گئے
اور منادی کرا دی گئی
جب کبھی رنگ کی اور خوشبو کی' آواز کی اور خوابوں کی توہین کی جائے گی
یہ عذاب ان زمینوں پہ آتے رہیں گے۔

گذشتہ ساڑھے چار سالوں میں ہمارے کتنے ہی رنگوں' خوشبوؤں' آوازوں اور خوابوں کی توہین ہوتی رہی اور ہم چپ رہے۔ سو ہم پر بے چارگی' مردنی' بے حسی' ہزیمت' شکست خوردگی اور بے توقیری کے عذاب مسلط کر دیئے گئے۔ لیکن تازہ سانحہ تو سب سے بڑا سانحہ ہے۔ ہمارے لئے اسم محمد ﷺ سے زیادہ گہرے رنگ' اس سے زیادہ مسحور کن خوشبو' اس سے زیادہ شیریں آواز اور اس سے زیادہ حسین خواب کا تصور بھی ممکن نہیں۔ کیا ہم اب بھی نہیں جاگیں گے؟ کیا ہم اب بھی ساڑھے چار سالوں پر محیط سفر رائیگاں کی بے ثمری کا تجزیہ نہیں کریں گے؟ کیا ہم اب بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے رہیں گے جو محمد عربی ﷺ کے ناموس سے کھیل رہے ہیں؟ کیا ہم اس رنگ' اس خوشبو' اس آواز اور اس خواب کی توہین بھی برداشت کر لیں گے؟

بشکریہ روزنامہ "نوائے وقت"

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

الجھی ہوئی لکیریں

"رانا احمد نواز"

☆............گوجرہ

کچھ عرصہ قبل دارالعرفان جانے کا اتفاق ہوا' کلر کہار چوک میں پہنچا تو وہاں حضرت جیؒ کے خادم خاص جناب احمد نواز صاحب کو کھڑے پایا۔ جنہیں اس وقت بھی حضرت شیخ المکرم مدظلہ' کے خادم خاص ہونے کا شرف حاصل ہے' دارالعرفان جانے کے لئے کسی سواری کے منتظر تھے میں نے انہیں ہمراہ لیا اور دارالعرفان کی طرف روانہ ہو گئے میں نے ان سے المرشد میں شائع ہونے والے مضمون "عشق سوال نہیں کیا کرتا" کے متعلق گفتگو شروع کی ان کا مزاج تو پہلے سے ہی ایسا ہے کہ کوئی اضافی بات بالکل ہی نہیں کرتے' تو میں نے عرض کیا کہ جناب یہ مضمون پڑھ کر میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں بھی آئندہ احتیاط کروں گا کہ حضرت مدظلہ' سے کوئی سوال نہ کیا کروں گا بلکہ اپنے کام سے کام رکھا کروں گا" ویسے بھی حضرت شیخ مدظلہ' کے پاس بیٹھ کر میری عجیب سی کیفیت ہو جاتی ہے کہ وہاں میرے حواس بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

دارالعرفان پہنچے تو وہاں پہلے سے کچھ پریس رپورٹر حضرات موجود تھے جو حضرت جی سے انٹرویو لے رہے تھے سوال و جواب کی نشست دیر تک چلتی رہی اور جب محفل برخاست ہونے لگی تو ایک صاحب نے کہا کہ حضرت فلاں دوست نے تعویز مانگے تھے وہ دے دیں۔ حضرت فرمانے لگے کہ یار تعویز خط لکھ کر منگوالیا کرو اور پھر آپ کی شفقت کہ کاغذ پر تعویز لکھنے شروع کر دیئے' ضرورت تو مجھے بھی تھی مگر ابھی ابھی دل میں عہد کیا تھا کہ آج سے سوال بند۔

حسب سابق پورے انہماک کے ساتھ حضرت محترم مدظلہ نے ٹیڑھی ترچھی لکیروں سے چند تعویز بنائے' جنہیں نہ کوئی پڑھ سکا اور نہ کوئی آئندہ ہی پڑھ سکے گا اور پھر کمال شفقت کہ یہ میری طرف بڑھا دیئے۔ یہ تھا وہ جواب جو سوال کئے بغیر فوری ملا۔ اطاعت' ادب اور احترام بندے کو کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل حضرت شیخ المکرم مدظلہ' خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لائے' صلوۃ و سلام کے بعد احباب سے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے روز میری اپنی ضروریات بھی ہوتی ہیں مثلاً بالوں کو مہندی لگانا خط بنوانا اور اس کے علاوہ بھی' لہذا میرے پاس ملاقات کا ٹائم کم ہوتا ہے۔ اس لئے خصوصی ملاقات کے خواہش مند احباب کسی اور وقت تشریف لے آیا کریں۔ اس کے بعد آپ نے حسب سابق بیان فرمایا۔

اگلے ماہ مجھے جمعۃ المبارک کے روز دارالعرفان جانا پڑا۔ صبح دس بجے کے قریب دارالعرفان میں شوکت صاحب آپریٹر کے پاس بیٹھا تھا' شوکت صاحب فرمانے لگے کہ آپ اگر حضرت شیخ المکرم مدظلہ سے ملاقات کرنا چاہیں تو حضرت آفس میں تشریف فرما ہیں۔ احباب بھی وہاں بیٹھے ہیں آپ مل سکتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم تو جاتے ہی صحبتِ شیخ کے لئے ہیں ملاقات ہی مقصد ہوتا ہے مگر حضرت کے وہ الفاظ یاد تھے کہ میں جمعۃ المبارک کو مصروف ہوتا ہوں اس لئے ملاقات کسی اور دن کیا کریں' تو میں نے عرض کیا کہ میں تو نہیں جاؤں گا کیونکہ حضرت نے فرمایا تھا کہ جمعۃ المبارک کو میری مصروفیت ہوتی ہے مجھے دوسروں سے غرض نہیں لہذا باوجود چاہنے کے

اس کی زنجیر کے حلقے میرے پاؤں میں رہے

نماز جمعہ سے فراغت کے بعد جب احباب قطار بنا کر حضرت شیخ المکرم سے مصافحہ کر رہے تھے تو میری باری بھی آ گئی۔ مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے تو حضرت فرمانے لگے' احمد نواز دفتر میں آ جائیں' میں دفتر

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں چلا آیا۔ حضرت شیخ المکرّم نے میری طرف توجہ فرمائی اور پوچھا کہ احمد نواز کتنے بجے دارالعرفان پہنچے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت تقریباً دس بجے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر ملاقات کو کیوں نہیں آئے، میں نے عرض کیا حضرت آپ کی طرف سے پابندی تھی، اسلئے نہیں آیا۔ آپ خاموش ہو گئے اور میرے دل کو اللہ نے خاموشی کی زبان سمجھنے کی توفیق عطا کر دی، پھر آپ نے فرمایا احمد نواز آئندہ یہ پابندی آپ کے لئے نہیں ہوگی۔

بخشا ہے جس نے روح کو تسکین کا پیرہن
محسن وہ شخص کتنا طبیعت شناس ہے

اس طرح ایک لمحے کی اطاعت میرے لئے ہمیشہ کی پابندیاں ختم کر گئی۔ بات اور طرف چل نکلی حالانکہ لکھنا تو کچھ اور چاہتا تھا چلو چند فقرے اور لکھتا چلوں کہ اگر آداب شیخ ملحوظ خاطر نہ ہو تو محرومی کا مقدر ٹھہرنا کوئی عجیب بات نہ ہوگی، تعویذات ہوں، کوئی دعا کروانی ہو یا ملاقات کرنی ہو تو اس کا ایک طریقہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ خط لکھ کر اپنی ضروریات بتا دیا کریں، تعویزات منگوائیں، دعا کروائیں یا وقت لے کر ملاقات کریں۔ ہوتا یوں ہے کہ حضرت المکرّم کے پاس ہر وقت احباب کا جھمگٹا ہوتا ہے جو دور دراز سے آئے ہوتے ہیں۔ ان کی بات سننا۔ انہیں توجہ دینا، انہیں ہدایات دینا یہ اس وقت کی خصوصی ضروریات ہوتی ہیں۔ اب اگر ہم اس وقت حضرت المکرّم کو تعویزات میں مصروف کر دیں گے تو یہ وقت تعویزات لکھنے کا تو نہیں ہوتا جبکہ تعویزات اور ایسے دوسرے امور کے لئے الگ سے طریقہ کار واضح کر دیا گیا ہے۔ اب آپ بار بار اس طریقہ کار کو چھوڑ کر اپنی مرضی کریں گے تو بھلا کیا فائدہ حاصل کریں گے؟ آپ نے تعویزات، عملیات کرنے والوں کو تو دیکھا ہوگا، آپ دن کو جائیں یا رات کو، پیسے دیں اور تعویز لیں، کیونکہ ان عاملوں کا تو یہ کاروبار ہوتا ہے۔ آپ کو فائدہ ہو یا نہ ہو، آپ کو تعویز لینے میں دشواری نہیں ہوگی اور اس طرف تو ایک الگ دنیا ہے صرف تعویزات ہی تو نہیں۔ ذرا غور فرمائیں معاشرے میں بھرپور کردار ادا کرنے والا ایک شخص ایک وقت میں کتنے محاذوں پر مصروف عمل ہے۔ ان کا اللہ کریم کے ساتھ ایک ایسا تعلق ہے کہ ایسی ہستیاں تو دنیا داروں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتیں، ان کے پاس کہاں فرصت کہ جمال باری سے نظریں ہٹا کر ہم جیسوں سے تعلق بناتے پھریں۔ پھر روئے زمین پر اسلامی نظام کا ٹارگٹ لے کر اس پر بھرپور انداز سے کام شروع کر رکھا ہے۔ جدید تقاضوں کے مطابق اسلامی سسٹم کے ساتھ حکمرانوں کو چیلنج کرتے نظر آتے ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے لئے بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ شاید روئے زمین کا یہ پہلا صوفی ہے جو تصوف سکھانے کے لئے لوگوں کے دروازے پر دستک دیتا نظر آتا ہے۔ اصلاح احوال کے ملئے جال کی طرح پھیلے ہوئے سسٹم میں کوئی دھاگا ٹوٹا ہوا نظر نہیں آتا۔ خلفاء مجاز اپنی ڈیوٹیوں میں مصروف نظر آتے ہیں تو امیر حضرات الگ سے کوشاں نظر آتے ہیں۔ بظاہر دفتر میں بیٹھا ہوا ایک شخص پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اس نیٹ ورک کے ساتھ ہر وقت رابطے میں رہتا ہے۔ علاقے کے لوگوں کا جھمگٹا ہر وقت لگا رہتا ہے۔ اکثر و بیشتر اخباری رپورٹرز اور مختلف میگزینوں کے نمائندے انٹرویو کے لئے آتے رہتے ہیں۔ صبح و شام پوری دنیا میں انٹرنیٹ پر ذکر کروایا جاتا ہے جس سے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے احباب مستفید ہوتے ہیں۔ ہر سال گرمیوں میں چالیس روزہ اجتماع دارالعرفان میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ذکر، تہجد، بیان، صحبت شیخ، درس و تدریس قرآن و سنت کے پروگرام چلتے ہیں۔ اور اس پورے وقت میں جناب شیخ المکرّم مدظلہٗ بنفس نفیس موجود رہتے ہیں۔ ہر ماہ کے شروع میں دو روزہ پروگرام ہوتا ہے جسمیں احباب کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے۔ ہر سال بعثت نبوی ﷺ کا جلسہ بھی پوری شان و شوکت سے ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے احباب ہزاروں کی تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ المکرّم مدظلہٗ کھیتی باڑی میں بھرپور حصہ لیتے ہیں، اپنے کاروبار پر توجہ دیتے ہیں انکم ٹیکس بھی ادا کرتے ہیں، صقارہ تعلیم کا ایک الگ سے سسٹم چلا رکھا ہے جس میں اسلامی طرز پر بچوں اور بچیوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

اب اس سارے پروگرام کو خوبصورت انداز سے چلانے کے لئے ایک

خوبصورت ترتیب دینا پڑے گی۔ اب اگر ہم اپنی مرضی سے ملاقات چاہیں گے اور وقت بے وقت تعویزات کا تقاضا کریں گے تو کیونکر یہ سسٹم درست انداز میں چلتا نظر آئے گا۔ اور پھر جو لوگ آخرت کے طالب ہوتے ہیں ان کی تو اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔

تو میرا آج کا اصل موضوع تو تعویزات سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق حضرت امیر المکرم فرمایا کرتے ہیں کہ آپ اس شعبے کو بھی اس حد تک ترجیح دے سکتے ہیں جتنی کہ میڈیکل سائنس کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی کو ہی سب کچھ سمجھ کر صرف اسی میں ہی مت الجھے رہیے۔

مجھے اپنی اہلیہ کے لئے تعویزات کی ضرورت تھی' انہیں آسیبی تکلیف تھی' میں نے امیر المکرم مدظلہ سے عرض کیا تو آپ نے شفقت فرمائی اور چند الجھی ہوئی لکیروں کا مجموعہ بنا کر مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ حضرت شیخ المکرم مدظلہ جب بھی نقش تحریر فرماتے ہیں تو حضرت کی پوری توجہ بھی لکھنے میں شامل ہوتی ہے ہدایات کے مطابق میں نے بوتل میں پانی اور تعویز ڈال دیئے' اہلیہ کی اکثر و بیشتر یہ ضد ہوتی کہ میں یہ پانی نہیں پیوں گی۔ اکثر جب ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوتی تو صرف ایک قطرہ بھی منہ میں ڈالنے سے کچھ عرصہ کے لئے ان کی تکلیف دُور ہو جاتی تھی۔

ایک دن وہ کسی کام کے لئے اپنے عزیز کے گھر گئے تو میں نے ملازمہ سے کہا کہ تعویز والا بوتل کا پانی ایک ایک چمچ گھر کے تمام پانیوں میں ڈال دے مثلاً کولر میں' پانی کی بالٹی میں فریج کی تمام بوتلوں میں تو اس نے ایسا ہی کیا۔

تھوڑی دیر بعد اہلیہ گھر لوٹیں تو ملازمہ سے کہا کہ مجھے پانی کا گلاس دے دو۔ تو جب وہ تعویز والی بوتل سے پانی دینے لگے تو یہ کہنے لگے کہ نہیں تم کولر سے لے آؤ تو وہ کولر سے لے آئی تو اہلیہ نے پانی کو دیکھا اور کہنے لگی یہ بھی نہیں بلکہ بالٹی سے لے آؤ۔ وہ بالٹی سے پانی کا گلاس لے آئی تو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بھی نہیں۔ پھر کہا کہ فریج سے پانی کی بوتل لے آؤ۔ وہ فریج سے پانی کی بوتل اٹھا لائی تو یہ غصہ میں آ گئی اور کہنے لگی کہ تم نے ہر چیز میں تعویز والا پانی ملا دیا ہے' جاؤ اور ہمسائیوں کے گھر سے پانی لے کر آؤ۔ جب ذرا نارمل ہوئے تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ اس میں حضرت جی مدظلہ والے تعویز کا پانی شامل ہے تو وہ کہنے لگی کہ جب آپ پانی کے کسی گلاس میں حضرت مدظلہ' کے تعویز والے پانی کا ایک قطرہ بھی ڈال کر دیتے ہیں تو مجھے گلاس میں چمکتا ہوا اور روشن ''اللہ'' لکھا ہوا نظر آتا ہے جو جلتا بجھتا ہے تو میں خوف زدہ ہو جاتی ہوں اور بعض اوقات اس لئے بھی پانی استعمال نہیں کرتی کہ مجھے اس پانی سے بہت خوف آنے لگتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا ہر وقت اس پانی سے خوف آتا رہتا ہے' کہنے لگے کہ نہیں بلکہ جب کبھی کندھوں پر یا سر پر کوئی بوجھ محسوس نہ ہوتا ہو تو خوف نہیں آتا۔

تو میرا آج کا موضوع یہ تھا کہ وہ چند ٹیڑھی ترچھی لکیریں جو نقش کی صورت میں حضرت مدظلہ عطا فرماتے ہیں یہ کوئی معمولی چیز نہیں۔ اللہ کریم نے اس وصورت میں بھی شیخ المکرم مدظلہ' کو مخلوق کی بھلائی کے لئے ایک بڑی نعمت عطا کر رکھی ہے۔

الحمدللہ ہم نے ان تعویزوں سے وہ لاعلاج مریض ٹھیک ہوتے دیکھے ہیں جن کے ٹھیک ہونے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

ان تعویزوں کے طفیل اللہ کریم نے ایڈز اور کینسر جیسے مہلک مریضوں کو شفا بخشی میری اہلیہ کے گردہ میں بہت بڑے سائز کی پتھری تھی' ڈاکٹروں نے بتایا کہ سوائے آپریشن کے اس کا کوئی علاج نہیں بلکہ تکلیف کے پیش نظر آپریشن کی تاریخ بھی طے کر دی گئی۔ میں نے حضرت شیخ المکرم مدظلہ' کو خط لکھا تو آپ نے حسب سابق چند الجھی ہوئی لکیروں سے تعویزات بنا کر بھیج دیئے اور ساتھ فرمایا کہ انشاء اللہ چالیس روز میں پتھری نکل جائے گی اور پھر ڈاکٹروں کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب چالیس روز کے بعد انہیں الٹراساؤنڈ رپورٹ پیش کی گئی' کہ تمام پتھری ٹوٹ کر نکل چکی تھی۔

اللہ کا کوئی بندہ اگر کسی کو کوئی چیز عطا کر دے تو یہ معمولی نہ سمجھی جائے۔ یہ واقعہ خیمہ بستی کا ہے کہ حضرت شیخ المکرم مدظلہ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی مبارک میں حضور ﷺ کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

...یہ مبارک ... تھا جس کی وجہ سے اللہ کریم نے ہر محاذ پر ان کی حفاظت فرمائی۔ واقعہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت شیخ المکرم مدظلہ نے فرمایا کہ میرے پاس غلاف کعبہ کا ٹکڑا ہے اسے سب احباب میں تقسیم کرتا ہوں۔ اس کو سنبھال کر رکھنا یہ بھی ناگہانی آفات سے اللہ کے فضل و کرم سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ تو میرے حصے میں غلاف کعبہ کے ٹکڑے کا جو دھاگا آیا وہ میں نے اپنی کلائی کی گھڑی میں محفوظ کر لیا۔ عموماً ہوتا یہ تھا کہ جب رات کو میں گھر جاتا تو اکثر میری اہلیہ میری گھڑی اتار کر رکھ دیتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ آسیبی تکلیف کی وجہ سے اس کی طبیعت قدرے خراب تھی تو میں نے اس سے کہا کہ میری یہ گھڑی میز پر رکھ دیں تو وہ گھڑی نہیں پکڑ رہی تھی۔ میں نے بڑی کوشش کی مگر اس نے گھڑی پکڑنے سے انکار کر دیا تو میں نے اس سے پوچھ لیا کہ تم اس گھڑی کو پکڑ کیوں نہیں رہے تو اس نے کہا کہ مجھے اس سے خوف آ رہا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیوں تو کہنے لگی کہ اس کے اندر کوئی چیز ہے، جس طرح آپ نے تعویز دیا ہوا ہے۔ جس طرح تعویز سے شعاعیں سی نکلتی ہیں ایسے ہی اس گھڑی سے بھی کچھ نکل رہا ہے جس سے خوف آ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ غور کرو اس میں کیا ہے تو وہ کہنے لگی کہ اس میں مجھے ایک دھاگہ سا نظر آ رہا ہے تو یہ وہی دھاگہ تھا جو حضرت شیخ المکرم مدظلہ نے مجھے عطا فرمایا تھا جس کا ذکر میں نے گھر میں کسی سے نہیں کیا تھا ... وہ میری گھڑی میں ہے۔

امیر المکرم مدظلہ کی زندگی کا ایک خوبصورت پہلو یہ بھی ہے جسے آنے والا زمانہ کبھی فراموش نہ کر سکے گا۔ کہ اس مسیحا کو اللہ کریم نے یہ نعمت بھی عطا کر رکھی تھی۔ جہاں انہوں نے لاکھوں دلوں کی آبیاری کر کے انہیں اللہ سے روشناس کیا وہاں لاکھوں انسانوں کی سمجھ نہ آنے والی جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج بھی کیا۔

.............☆☆☆☆.............

فرعون لاتعداد ہیں انسان خال خال

فرعون لا تعداد ہیں انسان خال خال
کہ چار سو ابلیس نے پھیلا دیا ہے جال
انسان میں فرعونیت آجائے جس گھڑی
ابلیسیت کی "چین" سے اس کی ملے کڑی
شیطان ہوا تھا بارگاہِ ایزدی میں رد
کمتر ہے مجھ سے آدمی جب کی تھی رد و کد
وہ سر پھرا تھا اس قدر کہنے لگا لعین
"خلقتنی من نارو خلقتہٗ من طین"
آدمؑ کا خاکی جسم تھا پر جان امرِ رب
اپنے سے کم گردان کے ڈھایا بڑا غضب
ابلیس نے جب یہ کہا اس نے دیا بھلا
تعمیل حکم خالق خلقت کو ہے روا
آدمؑ کو خاکی جان کے اس سے ہوئی خطا
کہ اس نے "ربی امر" کا انکار کر دیا
ایسے غرور و کبر یہ فرعون اڑا رہا
دریائے قلزم میں سے تب ڈوبنا پڑا
جب ہو گئی تھی حضرتِ آدمؑ سے اک خطا
توبہ جو کی تو خلعتِ بخشش ہوا عطا
جو بھی تکبر کا ہوا تھا جب کبھی شکار
اتنا ہوا وہ خوار کہ اُترا سبھی خمار
ہے یہ اویسی کو روا ہانکا کرے نہ بڑ
کہ وہ گرے گا سر کے بل چھوڑے نہ جو اکڑ

☆............انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

☆☆ ....اپریل فول............ ☆☆

آصف محمود
☆.............................. ڈسکہ

تاریخی وشرعی حیثیت

بے شک الفاظ دو دھاری تلوار ہیں بسا اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی لفظ ادا کرتا ہے اسے اس وقت ان الفاظ کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا حالانکہ وہی الفاظ اُس کیلئے دخولِ جنت کا سبب بن جاتے ہیں اسی طرح بعض اوقات بولے جانے والے الفاظ انسان کیلئے جہنم جانے کا سبب بن جاتے ہیں اور اسے اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ اسلام میں سچ بولنے کی بڑی اہمیت ہے ۔ اُم المومنین حضرت خدیجہؓ اور دیگر افراد نے جن علامات کی بنیاد پر نبی اکرمؐ کے دعوائے نبوت کی صداقت پر استدلال کیا تھا ان میں سے ایک نشانی آپؐ کا سچا ہونا بھی تھا اس کے برعکس جھوٹ بولنا ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے متعلق شدید قسم کی وعید آئی ہے آپؐ نے فرمایا ہے کہ خیر و برکت کے زمانے گزرنے کے بعد دنیا میں جھوٹ عام ہو جائے گا چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ میں تمہیں اپنے صحابہ ان کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے بعد جھوٹ اسقدر عام ہو جائے گا جس سے قسم کا مطالبہ بھی نہ کیا جائے گا وہ بھی قسمیں اٹھائے گا اور جس سے گواہی طلب نہ کی جائے گی وہ بھی گواہی دے گا آپؐ کے اس ارشاد کے مطابق آج کل جھوٹ عام ہو چکا ہے اور یہ بُرائی اس قدر عام ہو چکی ہے کہ بعض مسلمان بہت سے امور میں کفار کی تقلید کرنے لگے ہیں ان میں سے ایک اپریل فول Appril Foll ہے اکثر لوگ اس دن ایک دوسرے سے ہنسی مذاق اور جھوٹ بولتے ہیں ہم نے اس کے سنگین نتائج دیکھے ہیں اس طرح آپس میں دشمنیاں بڑھ جاتی ہیں آپس میں تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں آپس میں بھائیوں کے درمیان دُوریاں بڑھ جاتی ہیں اپریل فول کی تاریخی حیثیت اور اس متعلق کفار کے خیالات اور نظریات قلمبند کئے گئے ہیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں جھوٹ کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں۔

ماہِ اپریل کی وجہ تسمیہ

اپریل انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے اس لئے اس کے تیس دن ہوتے ہیں یہ لفظ قدیم رومی کیلنڈر کے ایک لاطینی لفظ Aprilis اپریلیس سے ماخوذ ہے وہ لوگ یہ لفظ موسم بہار کے آغاز پھولوں کے کھلنے اور نئی کونپلیں پھوٹنے کے موسم کیلئے استعمال کرتے تھے فرانس میں سال کی ابتدا جنوری کی بجائے اپریل سے ہوتی تھی 1645ء میں فرانس کے حکمران شارل فہم نے اپریل کی بجائے جنوری سے نئے سال کی ابتداء کرنے کا حکم دیا ساکسونی اقوام اس مہینے اپنے خداؤں سے ہٹ کر خوشی کی تقریبات منایا کرتی تھیں ایسٹر Easter ان کا ایک قدیم خدا ہے جسے آج کل عیسائیوں کے ہاں عید الفتح کہا جاتا ہے۔

احمقوں اور پاگلوں کا دن

انگریز لوگ اپریل کے پہلے دن کو All Fool Day یعنی احمقوں اور پاگلوں کا دن کہتے ہیں اسی لئے وہ اس دن ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں جس کو سننے والا سچ سمجھتا ہے اور پھر وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں سب سے پہلے اپریل فول کا ذکر لندن کے ایک اخبار میں جس کا نام Darake News Letter ڈریک نیوز لیٹر ہے میں ملتا ہے مذکورہ اخبار اپنی دو اپریل 1698ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ کچھ لوگوں نے یکم اپریل کو لندن ٹاور میں شیروں کے غسل کا عملی مشاہدہ کرانے کا اعلان کیا تھا جو کہ سب جھوٹ پر مبنی تھا لوگ وہاں پر جمع ہو گئے مگر وہاں پر کچھ بھی نہ تھا یکم اپریل کو یورپ میں ہونے والے مشہور واقعات میں سب سے اہم اور مشہور واقعہ یہ ہے کہ ایک انگریزی اخبار

www.naqshbandiaowaisiah.com

الفتح سٹار نے 31 مارچ 1846ء کو اعلان کیا کہ کل یکم اپریل کو شہر کے زرعی فارم میں گدھوں کی سرعام نمائش اور میلہ منعقد کیا جائے گا لوگ انتہائی شوق سے جوق در جوق تشریف لائے جمع ہوئے اور نمائش کا انتظار کرنے لگے جب انتظار کر کر کے لوگ تھک گئے تو ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے کہ گدھوں کی نمائش وغیرہ کب شروع ہوگی مگر کوئی خاطر خواہ جواب نہ مل سکا بالآخر ان کو سمجھ آ گئی ہم سب کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے اور ہم سب آنے والوں کو ہی گدھا قرار دیا گیا ہے۔

حضرت جی مدظلہ عالی کا فرمان مبارک

ہسپانیہ موجودہ ملک سپین پر جب مسلمانوں کی حکومت ختم کر دی گئی تو انگریزوں نے شہروں پر قبضہ کرنے کیلئے وہاں کے مسلمانوں سے کہا کہ تمہیں لینے کیلئے کل ساحل پر جہاز آ رہے ہیں لہذا آپ سب حضرات کل ساحل سمندر پر پہنچ جائیں چنانچہ وہاں کے تمام لوگ یکم اپریل کے دن ساحل پر پہنچ گئے مگر وہ لوگ انتظار کر کے جب اپنے گھروں کو واپس جانے لگے تو انگریزوں نے تمام مسلمان جن میں عورتیں بچے بوڑھے بھی شامل تھے بے دردی سے قتل عام کیا اور اُن کے گھروں پر بھی قبضہ کر لیا گیا یہ اُسی دن کی یاد میں اپریل فول منایا جاتا ہے۔

جھوٹ کی مذمت (احادیث کی روشنی میں)

جھوٹ کی مذمت میں بہت سی احادیث بیان ہوئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اُس میں نفاق کی علامت ہے یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی معاہدہ کرے تو اُس کی خلاف ورزی کرے، جب وعدہ کرے تو وعدہ کی خلاف ورزی کرے، جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہمیشہ سچ بولو سچائی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جو شخص سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو بے شک جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ میں لے جاتے ہیں جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اسے اللہ کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص جھگڑا چھوڑ دے گا اگرچہ سچا ہو میں اس کے لئے جنت کے کنارے ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں۔
جو شخص جھوٹ ترک کر دے اگرچہ وہ مذاق ومزاح ہی کر رہا ہو میں اس کیلئے جنت کے وسط میں ایک محل کا ضامن ہوں اور جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں میں اس کیلئے جنت کے اعلیٰ اور بلند درجات میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

حضور نبی کریمؐ کے مزاح کی چند مثالیں

حضرت انسؓ سے روایت ہے ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں نبی کریمؐ نے فرمایا میں تم کو اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں وہ بولا میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا اونٹنی ہی تو اونٹ کو جنم دیتی ہے۔ (ابوداؤد و جامع ترمذی)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ایک بڑھیا آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی جنت میں داخل کریں آپ ﷺ نے فرمایا اے اُم فلاں کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہ ہوگی وہ پریشان ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بتاؤ کہ بڑھاپے کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

حالت میں کوئی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی بلکہ جوانی کی حالت میں داخل ہوگی۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی جس کا نام زاہر بن حرام تھا وہ دیہات سے نبی کریم ﷺ کیلئے تحائف وغیرہ لایا کرتا تھا آپ ﷺ بھی اُس کو کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے زاہر ہمارا دیہاتی دوست ہے اور ہم اس کے شہری دوست ہیں آپ ﷺ کو اس سے بڑی محبت تھی ایک دن آپ ﷺ نے دیکھا وہ کچھ سامان فروخت کر رہا ہے آپ ﷺ نے اُس کو پیچھے سے بازوؤں میں لے لیا وہ دیکھ نہ سکتا تھا کہ کس نے اُس کو پکڑا ہے وہ بولا کون ہے مجھے چھوڑ دو اُس نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ تھے۔ پہچاننے کے بعد چھڑوانے کی بجائے وہ کوشش کر کے اپنی کمر نبی کریمؐ کے سینہ مبارک سے لگانے لگا آپ ﷺ نے آوازیں دینا شروع کر دیں مجھ سے اس غلام کو کون خریدے گا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری آپ ﷺ کو بہت کم قیمت ملے گی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ کے ہاں تم بہت زیادہ قیمتی ہو۔

(شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ بھی ہم سے مزاح شغل وغیرہ کرتے ہیں فرمایا ہاں میں سوائے حق اور سچ کے کچھ نہیں کہتا (جامع ترمذی)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھی میں اُن دنوں نو عمر تھی اور میرا جسم بھاری نہیں ہوا تھا آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا سب لوگ آگے چلیں جائیں لوگ آگے چلے گئے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا عائشہ آؤ دوڑ لگائیں ہم نے دوڑ لگائی تو میں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی آپ ﷺ خاموش ہو گئے اس کے بعد ایک اور موقعہ پر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہم سفر تھی میرا جسم بھاری اور بوجھل ہو چکا تھا میں پہلی بات بھول چکی تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو آگے جانے کا حکم دیا تو تمام لوگ آگے نکل گئے آپ ﷺ نے فرمایا آؤ دوڑ لگائیں۔ مقابلہ ہوا تو اس دفعہ آپ ﷺ آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا یہ اُس کا بدلہ ہو گیا۔

(مسند احمد۔ ابن ماجہ کتاب النکاح)

دورانِ ہجرت ایک واقعہ

واقعہ ہجرت کے دوران ایک شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ملا وہ آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا اُس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ یہ آپؓ کے ساتھ کون ہے تو آپؓ نے ذو معنی جواب دیا۔ یہ شخص مجھے راستہ کی رہنمائی کرتا ہے مخاطب سمجھا جدھر ابو بکر صدیق جا رہے ہیں یہ اُس راستہ کی رہنمائی کرنے والا ہے جب کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مراد کچھ اور تھی ایسی ذو معنی بات کو تعریض کہا جاتا ہے شرعاً اس کی اجازت ہے۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ مزاح کرنے والا اللہ کے دین کے بارے میں مزاح نہ کرے بہت زیادہ مزاح سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ مزاح کی کثرت انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے اس سے دل سخت ہو جاتے ہیں زیادہ مزاح کرنے والے کی بات پر اعتماد کرنا مشکل ہو جاتا ہے سُننے والا اُس کی سنجیدگی یا مزاح میں تمیز نہیں کر سکتا خلاصہ یہ ہے مزاح اگر سچ پر مشتمل ہو تو اُس کی اجازت ہے ہمیں چاہئے کہ ہم دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتوں کو ہمیشہ یاد رکھیں جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے میری امت کے لوگو! اللہ کی قسم جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان جاؤ تو تم زیادہ رووٗ گے اور بہت کم ہنسا کرو گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل دے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ تحریر مکمل ہوئی اس میں جو کچھ صحیح اور درست ہے وہ سب میرے اللہ کی مہربانی ہے اور اس میں جو غلطی ہو وہ میری طرف سے ہے میں اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطیوں کی معافی کا طلبگار ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوئی بھی آدمی دوسرے کو پرفیکٹ نہیں دیکھتا۔
اس لئے کہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا شاید دوسرے کے پاس جواب موجود ہے لیکن ہم اسے ناجائز ہی سمجھ رہے ہوں۔ اولیاء اللہ میں ایک پورا اسلسلہ اور ایک پورا طبقہ گزرا ہے جنہیں "ملامتی" کہتے تھے۔ آج کل جو ملامتی کہلاتے ہیں یہ تو واقعی جرم کرتے ہیں اور انہوں نے انہیں بھی بدنام کر دیا۔ وہ لوگ ایسا کرتے تھے کہ جو کام ان کے لئے شرعاً جائز ہوتا تھا وہ دوسروں کو وجہ بتائے بغیر اس کا اظہار کر دیتے تھے یہ بات ہر جگہ پائی جا سکتی ہے کہ ہم جس آدمی پر بدگمانی کر رہے ہیں، جو کچھ وہ کر رہا ہے ممکن ہے اس کی کوئی دلیل اس کے پاس ہو تو ہم بلاوجہ بدگمان ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے کسی بھی آدمی کو اگر یہ خیال ہو کہ لوگ مجھے سمجھیں گے کہ یہ بالکل ہر طرف سے صحیح آدمی ہے تو پھر اسے قبر میں جانے کا انتظار کرنا ہوگا۔ مرنے کے بعد عموماً لوگ یہ جانتے ہیں، زندگی میں تو مشکل ہے بلکہ معاملہ رب العالمین کے ساتھ صحیح رکھنا چاہیے اور اپنے مقصد پہ نگاہ رکھنی چاہیے۔

کنز الطالبین

یونیک انٹرنیشنل گارمنٹس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

یو۔کے ہوزری پل کوہیاں، سمندری روڈ، فیصل آباد فون 041-2664028 041-2665971

www.naqshbandiaowaisiah.com

گوشہ خواتین (پردہ)

☆ ....اُم فاران

(۱۱) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

''غیر مردوں سے بات کرتے ہوئے بہ تکلف ایسا لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشونت اور روکھا پن ہو۔''

(۱۲) تفسیر مظہری میں ہے۔

''اس آیت کے نزول کے بعد امہات المومنین اگر غیر مرد سے بات کرتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بولتیں تا کہ آواز بدل جائے''۔

(۱۳) عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔

یعنی حضور ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر غیر مرد سے بات کرے۔''

دوسرا حکم

''سکونت فی البیت''

''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج دکھلاتی نہ پھرو''۔

لغوی تشریح

قرن۔ ''اہل لغت اس کو'' قرار'' سے ماخوذ بتاتے ہیں اور بعض اس کو وقار سے۔ اگر اس کو قرار کے معنوں میں لیا جائے تو معنی ہوں گے'' قرار پکڑو' ٹک جاؤ'' اور اگر وقار کے معنوں میں لیا جائے تو مطلب ہوگا۔ سکون سے رہو''۔ (تفہیم القرآن)

تبرج

عربی میں اس کے معنی نمایاں ہونے' ابھرنے اور کھل کر سامنے آنے کے ہیں ہر ظاہر اور مرتفع چیز کے لئے عرب لفظ'' برج'' استعمال کرتے ہیں۔ تفہیم القرآن)

تبرج کے اصلی معنی ظہور کے ہیں اور اس جگہ اس سے مراد اپنی زینت کا اظہار ہے۔(معارف القرآن)

جاھلیت الاولیٰ

''جاہلیت سے مراد ہر وہ طرز عمل ہے جو اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی اخلاق وآداب اور اسلامی ذہنیت کے خلاف ہو۔ جاہلیت اولیٰ سے مراد وہ برائیاں ہیں جن میں اسلام سے پہلے عرب اور دنیا بھر کے لوگ مبتلا تھے۔''

تفسیر آیت

(۱) اسرار التنزیل میں امیر محمد اکرم اعوان فرماتے ہیں۔

''اسلام نے ازواج مطہرات کو حکم دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ کسی بھی مسلمان خاتون کے لئے بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہاں ضرورت سے منع نہیں فرمایا۔ اس لئے قرن فی بیوتکن کے سلسلے میں حضرت عائشہؓ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حج پر کیوں گئیں یا بصرہ کیوں تشریف لے گئیں۔ یہیں سے جنگ جمل کو بھی باعث اعتراض مانا جاتا ہے جو کہ سرے سے وقوع پذیر ہی نہیں ہوئی۔''

(تفصیل کے لئے دیکھئے۔ جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۵۶ ۱۶۶)

(۲) صاحب ''تفہیم القرآن'' فرماتے ہیں۔

''اس آیت کا منشا یہ ہے کہ عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے جہاں رہ کر اطمینان کے ساتھ اسے اپنے فرائض انجام دینے چاہئیں اور گھر سے باہر صرف بوقت ضرورت ہی نکلنا چاہئے۔''

(۳) حضور ﷺ کی حدیث اس بات کو زیادہ واضح کرتی ہے۔ حافظ ابوبکر بزار حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

''عورتوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے

www.naqshbandiaowaisiah.com

گئے وہ جہاد میں شرکت کرتے ہیں' خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا کام کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر ملے۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔

''تم میں سے جو گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پائے گی''۔

مطلب یہ کہ مجاہدین اسی وقت خدا کی راہ میں لڑ سکتے ہیں جب وہ اپنے گھر کی طرف سے مطمئن ہوں کہ بیوی گھر اور بچوں کو سنبھالے ہوئے ہے اسی لئے عورت گھر بیٹھ کر اس کے اجر میں برابر کی شریک ہوگی۔

(۴) ''قرار بیوت سے مواقع ضرورت مستثنیٰ ہیں''۔ ''معارف القرآن'' میں مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔

قرن فی بیوتکن میں عورتوں پر قرار فی الیوت واجب کیا گیا ہے یعنی عورت کا گھر سے باہر نکلنا مطلقاً ممنوع اور حرام ہے۔ مگر اول تو خود اسی آیت میں ولا تبرجن سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ مطلقاً خروج بضرورت ممنوع نہیں بلکہ وہ خروج ممنوع ہے جس میں زینت کا ظہار ہو''

(۵) اس سلسلہ میں حضورؐ کا امہارت المومنین کو خطاب موجود ہے۔

''تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ اپنی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلو''۔ (بخاری و مسلم)

تیسرا حکم استیذان

''اے ایمان والو! نبی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو............ اور جب نبی کی بیویوں سے تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب ہے۔''

چنانچہ ان احکام کی تعمیل کے لئے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے گئے داخلے کے لئے اجازت شرط قرار دی گئی اور حسب ضرورت بات پردے کی اوٹ سے کی جاتی۔ ایک پاکیزہ معاشرے کے عمل میں آنے کے لئے یہ انتہائی احسن اقدام تھا۔

گھریلو زندگی حرمت استحکام معاشرہ کا ذریعہ ہے اسی لئے اسلام نے گھریلو زندگی کے آداب وحرمت پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر حکم یوں آیا ہے۔

ترجمہ

اے ایمان والو! کسی کے گھر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو سوائے اپنے گھر کے حتیٰ کہ اجازت نہ لے لو یا اس کے رہنے والوں پہ سلامتی نہ بھیج چکو''

پردہ کی طرف یہ پہلا قدم ہے کہ گھروں کو باپردہ بنایا جائے اور پھر خواتین کو وہاں ٹھکانہ کرنے کا حکم ہے۔

''اگر کسی شخص نے اجازت ملنے سے پہلے دروازے کا پردہ ہٹا کر گھر کی کوئی پوشیدہ چیز دیکھ لی۔ تو اس نے اس حد کو چھوا جس تک اسے نہیں پہنچنا چاہئے تھا۔ اگر نظر ڈالتے وقت گھر کے آدمی نے سامنے آ کر اس کی آنکھ پھوڑ دی تو میں اس کی حمایت کروں گا۔ لیکن اگر کوئی کھلے دروازے کے پاس سے گزرا۔ اچانک نظر پڑ گئی تو اس کی خطا نہیں پھر خطا گھر والوں کی ہے''۔ (حدیث نبوی ﷺ)

اسرار التنزیل میں امیر محمد اکرم اعوان لکھتے ہیں۔

''اب معاشرے میں ایسے احکامات ہی کو روکنے کا ارشاد فرمایا جا رہا ہے جن سے بے حیائی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اس میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب مسلمان دوسرے کے گھر جائے تو بغیر اجازت اندر نہ داخل ہو۔ سوائے اپنے گھر کے۔ بلکہ مستحب ہے کہ اپنے گھر میں بھی کھانس کر آئے۔ دکانیں' مساجد' خانقاہیں اور سرائے وغیرہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ عام استفادہ کے لئے ہوتے ہیں''۔

چوتھا حکم۔ تفصیل محرمات

''ازواج نبی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان کے باپ' ان کے بیٹے' ان کے بھائی' ان کے بھائیوں کے بیٹے' ان کی بہنوں کے بیٹے' ان کے میل جول کی عورتیں اور ان کے خادم گھروں میں آئیں اور تمہیں اللہ کی نافرمانی سے بچنا چاہئے بے شک اللہ ہر شے پر گواہ ہے''

اس آیت مبارکہ میں محرمات کی تفصیل بیان ہوئی ہے کہ کون کون سے اشخاص محرم شمار ہوتے ہیں اور خاتون خانہ ان کے سامنے گھر میں اندر باہر آزادانہ آ جا سکتی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

صاحب اسرار التنزیل فرماتے ہیں۔

''عورت کی زیب و زینت بھی مردوں کو متوجہ کرنے کا ایک سبب ہے اس لئے ہر ایک کے سامنے بناؤ سنگھار کی نمائش جائز نہیں جن جگہوں کو بحالت نماز کھلا رکھنے کا حکم ہے تو گھر کے اندر پردہ کا معیار یہی ہے ہاں گھر سے باہر ان کو بھی ڈھانپ لینا چاہئے گھر کے اندر جن محرمات کا ذکر ہے ان سے پردہ نہ ہوگا۔''

صاحب اسرار التنزیل مزید لکھتے ہیں۔

''مفسرین کرام نے یہاں یہ بات بھی نقل کی ہے کہ غیر مسلم عورت سے بھی مومن عورت پردہ کرے گی۔ لیکن کنیز اور غلاموں سے پردہ نہ کیا جائے گا۔ نہ ہی ایسے مردوں سے پردہ ہوگا جو حواسوں میں نہ رہیں اور نہ ہی نابالغ بچوں سے۔''

سورۃ النور آیت نمبر ۳۱ میں ان محرمات کی تفصیل زیادہ مفصل آئی ہے۔

''اور بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں ان لوگوں کے سامنے' شوہروں' شوہروں کے باپ' اپنے بیٹے' اپنے میل جول کی عورتیں' اپنے مملوک وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔''

صاحب تفہیم القرآن رقمطراز ہیں۔

''اصل میں لفظ آباء استعمال ہوا ہے جس کے مفہوم میں باپ ہی نہیں دادا پردادا اور نانا بھی شامل ہیں''۔

اگر ہم سادہ لفظوں میں سمجھنا چاہیں تو گھر کے اندر عورت کا ستر وہی ہونا چاہئے جو بحالت نماز واجب ہے یعنی کلائیوں تک بازو' ٹخنوں تک شلوار' اور سر پر اوڑھنی اتنی بڑی کہ کمر تک کے بال اور سامنے سے پیٹ چھپ جائے۔

گھر سے باہر پردے کا حکم

پانچواں حکم۔ **گھر سے باہر ہیت حجاب**

''اے نبیؐ! اپنی بیویوں' بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور ان کو ستایا نہ جائے اور اللہ درگزر کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

لغوی تشریح

''یدنین'' اس کا مصدر ادنا ہے اس کا معنی ہے قریب کر لینا' لپیٹ لینا جب یہ لفظ حرف جار علیٰ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنی محض لپیٹ لینا نہیں بلکہ اس میں اوفاء یعنی لٹکا لینے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے جسے ہم اپنی زبان میں گھونگھٹ نکال لینے یا پلو پھیلانے کے الفاظ میں استعمال کرتے ہیں۔

اگر یہاں اس کا مفہوم چادر اوپر ڈالنے تک محدود ہوتا تو (یدنین علیھن) کے بجائے یدنین الیھن یعنی (جار علیٰ کے بجائے الیٰ استعمال ہوتا۔) اسی فرق سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چادر کو جسم کے اوپر اس طرح لپیٹ لینا ہے کہ اس کے ایک حصے سے پلو چہرے پہ لٹکا لیا جائے ''ایک حصہ'' لفظ من میں موجود ہے یعنی (من جلابیھن) جلباب یا جلابیھن۔

عربی زبان میں جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو اوپر سے اس مقصد کے لئے اوڑھی جاتی ہے کہ وہ لباس اور پورے جسم کو ڈھانپ لے۔

تفسیر آیت ''ھیت حجاب''

طبری میں محمد ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبید اللہ سلیمانیؒ سے آیت مذکورہ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے اپنی چادر اٹھائی اور پورا سر اور پیشانی اور پورا منہ ڈھانپ کر دائیں طرف والی آنکھ کو کھلا رکھا۔''

ابن جریر اور ابو حیان نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔''عورت جلباب کو ماتھے کے اوپر سے موڑتے ہوئے باندھ دے۔ پھر اسے ناک کے اوپر سے لے کر جاتے ہوئے یوں بل دے کہ اس کی دونوں آنکھیں کھلی بھی رہیں تو سینے اور جسم کے ساتھ چہرے کا بڑا حصہ چھپا ہوا رہے۔''

علامہ ابو سعود کہتے ہیں۔

''جلباب سے مراد وہ چادر ہے جسے عورت اپنے سر پہ بل دے کر اس طرح اوڑھتی ہے کہ اس کا باقی حصہ لٹک کر اس کے سینہ کو ڈھانپ لے یعنی خواتین اپنے چہروں اور جسموں کو جلباب سے ڈھانپیں جب کہ وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ضرورت کے تحت گھروں سے باہر جا رہی ہوں۔"

امام سعدیؒ جلباب اوڑھنے کا یہ طریقہ بیان کرتے ہیں۔

"عورت چادر کو اس طرح اوڑھے کہ اس کی پوری پیشانی ایک آنکھ اور تمام تر چہرہ چھپ جائے۔"

علامہ ابن سعد' محمد بن کعب القرظی' امام واحد اور علامہ بن الجوزیؒ سے بھی اسی طرح کا طریقہ منقول ہے کہ چہرہ اور ایک آنکھ کو ڈھانپا جائے۔"

ابوبکر حصاصؒ لکھتے ہیں۔

"اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپا کر رکھیں۔ انہیں یہ بھی حکم دیا گیا کہ گھر سے نکلتے وقت ستر اور عفت کی حفاظت کریں تا کہ مشکوک لوگ ان سے غلط امید و طمع نہ کریں"

اسرار التنزیل میں امیر محمد اکرم اعوان فرماتے ہیں۔

"یعنی جب وہ باہر نکلا کریں تو چادر لے کر اس کا ایک حصہ سر سے چہرے پہ سرکا لیا کریں۔ یہاں شرعی پردہ کی وضاحت فرما دی کہ مقصد نمائش نہیں وجود کو ڈھکنا اور لوگوں کی نگاہوں سے بچانا ہے۔ لہذا عورتیں چادریں لے کر نکلیں اور سر سے تھوڑا سا منہ پہ کھینچ لیا کریں۔"

قرن اول میں پردہ کی ھیت وشکل

چہرہ کے پردہ کے بارے میں تاریخ اسلام کے ہر دور میں مسلمانوں کا طرز عمل یہ رہا ہے کہ تقریباً تمام مفسرین چہرہ کو چھپانے کا حکم نقل کرتے چلے آرہے ہیں۔

چاروں مکاتب فقہ کے مفسرین اسی نقطہ نگاہ کی حمایت میں رہے ہیں یہ فقط ایک نظری مسئلہ نہیں رہا بلکہ عملی تواتر سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات اور تمام صحابیات نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے چہرہ ڈھانپنا شروع کیا اور یہ طریقہ پورے مسلم معاشرے میں رائج ہو گیا۔

امام عبدالرزاق' حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

قرآن کی آیت یدنین علیھن من جلابیبھن کے نازل ہونے کے بعد انصاری عورتیں اپنے گھروں سے اس وقار اور آہستگی سے نکلتی تھیں گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور گھروں سے نکلتے وقت وہ اپنے آپ کو چھپانے کے لئے بڑی بڑی سیاہ چادریں اوڑھ لیتیں۔"

عھد نبوی میں صورت حجاب

مثالیں

1- واقعہ افک کے حوالے سے حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں سو گئی اور جب صفوانؓ بن معطل وہاں سے گزرے تو وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیونکہ احکام حجاب سے قبل انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ دیکھتے ہی انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنا چہرہ پردے سے ڈھانپ لیا۔"

2- حضرت عائشہؓ کے پاس ایک نابینا آئے تو انہوں نے پردہ کیا کہا گیا وہ تو نابینا ہیں۔ آپؓ نے فرمایا "میں تو دیکھ سکتی ہوں"۔

احکام احرام میں ہے۔

3- "احرام باندھنے والی عورتیں نقاب اور دستانے نہ پہنے"۔

یہاں نقاب سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ بحالت دیگر نقاب ضروری ہے۔

4- کہ حج کے سفر میں ہم حالت احرام میں مکہ جا رہی تھیں جب مسافر ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم عورتیں اپنی چادریں کھینچ کر اپنے چہروں پہ ڈال لیتیں اور جب وہ گزر جاتے منہ کھول دیتیں۔

متقی عورتیں جب حالت احرام میں اس قدر احتیاط کرتی تھیں تو عام حالت میں کیا ہوگا۔

گوشہ خواتین

کیلئے درج ذیل پتہ پر مضامین بھجوائے جا سکتے ہیں۔
خواتین کے ارسال کردہ مضامین کو ترجیح دی جائے گی۔

"ماہنامہ المرشد" ATM بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

طب وصحت (دل کے امراض)

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر

قلب

☆ قلب مرکز روح روحانیت ہے۔

☆ قلب انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر یہ اچھا ہے تو سامان خیر ہوتا ہے اور اگر یہ خراب ہے تو پھر فسادات ہی فسادات (حدیث نبی ﷺ)

☆ قلب کو مرکز ایثار کہا گیا ہے۔

☆ انسانی دل پورے جسم میں دارالخلافہ کی حیثیت رکھتا ہے (امام غزالیؒ)

☆ اس میں روح بادشاہ ہوتی ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ قدرت نے دل کو سب سے محفوظ جگہ پر رکھا ہے۔

☆ روح۔ دل۔ جسم ایک مکمل سلطنت ہے۔

☆ اس میں بادشاہ۔ وزیراعظم۔ مختلف محکموں کے وزیر پولیس' ٹیکس کا نظام' سیکرٹریٹ سب موجود ہے (امام غزالیؒ)

☆ سلطنت کی حکمرانی بادشاہ کرتا ہے۔ وزیراعظم مشورہ دیتا ہے باقی محکمے بنائے گئے قوانین کی پاسداری کرتے ہیں۔

☆ اگر سلطنت کسی وجہ سے بادشاہ کی مرضی پر نہ چلے۔ وزیر اور محکمے من مانی کریں کارندے اپنی مرضی چلائیں رعایا انہی مرضی چلائے تو نظام درہم برہم۔ (امام غزالیؒ)

☆ یہ عظیم دل بھی علالتوں کی زد میں آتا ہے کبھی روحانی۔ کبھی نفسیاتی' کبھی عضویاتی وجسمانی۔

☆ بے شک اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے (القرآن)

☆ تم اپنی سماعت' بصارت اور دل کے بارے میں ہر چیز کے ذمہ دار ہونگے۔ (القرآن)

☆ ہم نے تمہارے فائدے کیلئے سماعت' بصارت اور دل بنائے تا کہ تم شکر گزار رہو (القرآن)

☆ ان کو رزق اور پھل دیئے گئے لیکن ان سے کتنے ایسے ہیں جن کے دل تیری طرف جھکتے ہیں (القرآن)

☆ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے اور انکے کانوں پر بھی مہر کر دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ (القرآن)

☆ اور اس طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (القرآن)

☆ جب ان کے دلوں میں تکلیف ہوئی تو منافقوں میں سے وہ اشخاص جن کے دلوں میں بیماری تھی کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہماری حفاظت کا وعدہ کیا تھا (القرآن)

☆ کیا تم نے غور کیا کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے تیری جانب ایسی مدہوشی سے دیکھتے ہیں جیسے کہ ان کو موت آنے والی ہے اور وہ ان کو آنے والی ہے (القرآن)

☆ انسان پر بیماری۔ پریشانی۔ مصیبت اُسکے اپنے اعمال کی وجہ سے ہی آتی ہے (القرآن)

☆ اللہ تعالیٰ انسان پر (اپنے بندے پر) اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جتنا اسکی برداشت ہو (القرآن)

☆ حدیث شریف قدسی کا متن۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے میرے بندے اگر زندگی میری چاہت میں گزارو گے تو میں تمہیں خوش کر دوں گا اور اگر زندگی اپنی چاہت سے گزارو گے تو میں تمہیں تمہاری چاہت میں تھکا دوں گا۔

☆ بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اُسی کے حکم سے شفا ہوتی ہے۔

☆ بیمار بندہ ہوتا ہے ٹھیک اُس نے خود ہونا ہے اللہ میاں نے ٹھیک کرنا ہے۔ بس بندے کا اور اپنے رب کا معاملہ ہے تیرا اس میں کوئی نہیں ڈاکٹر صرف رہنمائی کرتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

☆ بندہ خود ٹھیک ہونا نہیں چاہتا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی محبت تو اپنے بندے کو ٹھیک کرنے کیلئے معاف کرنے کیلئے اپنی رحمتوں میں لینے کے لئے ہر لحہ بے قرار ہے۔ اور بہانے تلاش کر رہی ہے اپنے بندے کی بخشش کے۔

☆ فیصلہ بندے کا اپنا ہے کہ وہ کب اپنے رب کو پکارتا ہے۔

☆ کب اسکی طرف پلٹتا ہے۔

☆ بندہ جانے اور اس کا رب جانے۔

☆ سب توفیق اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے۔

دل کے امراض

علامات

☆ سانس چڑھنا۔ سانس میں تنگی ☆ لیٹنے میں سانس چڑھنا۔

☆ چھاتی میں درد۔ گھٹن ☆ گھبراہٹ

☆ غشی ☆ دل دھڑکتا ہوا محسوس ہونا یا رفتار اعتدال سے بڑھ جانا۔

☆ دل میں درد ☆ دل کو ایسے معلوم ہونا کہ کوئی چاقو سے کاٹ رہا ہے۔

☆ دل شکنجے میں کسا جا رہا ہے۔ ☆ تھکن مدتوں قائم رہنے والی۔

☆ جنسی تھکن ☆ نیلے ہونٹ

☆ دل میں سوراخ ہونا۔ ☆ مریض کی انگلیاں آگے سے موٹی ہو جاتی ہیں۔

☆ دل کی جھلی کی سوزش ☆ دل کے والو کی سوزش

☆ آنکھوں کے گرد کا پھول جانا۔

☆ جسم پر ورم۔ سوجن۔ اُڈیما (Oedema)

☆ دل کے ساتھ گردوں کا متاثر ہونا۔

☆ دل کی شریانیں اور والو بند ہونا۔

☆ دل کی شریانیں اور والو پھولنا۔ اعصابی تناؤ اور ڈپریشن

☆ ای۔ سی۔ جی میں خرابی نہ ہونا مگر اپنے ایکسرے سے اوپر نیچے پرنٹ ہونا۔ (شدید پریشانی)

☆ Abnormal ECG ☆ گنٹھیا کے دل کی جھلی پر اثرات

☆ دل کی رفتار میں بے قاعدگیاں۔

☆ دل کی رفتار میں کمی۔ ☆ Heart Block (کئی اقسام ہیں)

☆ دل کے اندر کی سوزش ☆ دل کے عضلات کی سوزش

☆ دل کا بڑھ جانا ☆ دل کا بند ہو جانا۔

☆ دل ڈوبنا۔ کمزوری شدید۔ ☆ بائیں بازو کی انگلیوں میں سرسراہٹ

☆ غیر یقینی درد دل ☆ دل کا دورہ

☆ سانس لینے میں دشواری۔ تنگی تنفس۔

☆ قے اور شدید متلی ☆ ٹھنڈے پسینے ☆ ٹھنڈا جسم

☆ چہرہ زرد یا نیلگوں۔ ☆ گھبراہٹ خوف۔ بے قراری۔

☆ پیٹ پھولنا۔ گیس بھر جانا ☆ ہوا بند ہو جانا۔

☆ ہچکی ☆ غنودگی۔

☆ دماغی عوارض۔ نفسیاتی عوارض۔ ☆ بلڈ پریشر زیادہ

دل اور جسم کا کانپنا ☆ کندھوں میں درد۔ ہیٹر یکل اینٹھن

☆ دل پر بوجھ اور دباؤ۔ ☆ دل میں جلن

ڈر لگنا اور خوف آنا۔ ☆ نیند میں کمی اور نیند کا نہ آنا۔

اسباب

☆ ڈپریشن۔ ☆ غم۔ غصہ

☆ گردے کے مہروں کی خرابیاں۔ ☆ گردن پر چوٹ لگنا۔

☆ گنٹھیا۔ ☆ دوا کاری ایکشن

☆ خوراک کاری ایکشن

☆ الرجی اور زہریلے اثرات

☆ منشیات کا استعمال۔ ☆ آلودہ سرنجیں

☆ شراب نوشی۔ ☆ نہایت تیز مصالحہ جات۔

☆ سیکس کی اشتہاری ادویات

☆ مانع حمل ادویات ☆ ذہنی یا دماغی صدمہ

☆ سٹرائیڈ ادویات کا بغیر ضرورت استعمال (اندھا دھند استعمال)

☆ جنسی استعمال کیلئے کشتہ جات۔ ☆ امریکن ویاگرا

☆ نیم حکیم اور ناتجربہ کار سے علاج کروانا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

☆ ڈر۔ خوف (بہت اقسام ہیں)

☆ خوشی کی زیادتی۔ ☆ ذہنی دباؤ (بہت اقسام ہیں)

☆ نفسیاتی امراض۔ منفی خیالات۔

☆ موٹاپا۔ ☆ سگریٹ

☆ زیادہ کافی اور چائے۔

☆ ٹھنڈ لگ جانا۔ ☆ وڈیجی ٹیس کا زیادہ استعمال

☆ شوگر ☆ بچوں میں پیدائشی نقص

☆ بچوں میں دل میں سوراخ ☆ ہیروئن کے ٹیکے

☆ آلودہ خون لگوانا۔ ☆ عضلات کی کمزوری

☆ بیمار جانور کا گوشت کھانا۔

☆ کمزور اور بوڑھے افراد کا بڑا گوشت کھانا۔

☆ قدرتی کمزور اجسام۔ ان کا دل کے مریض کے نزدیک رہنا۔

☆ شریانوں میں مستقل رکاوٹ۔

☆ شریانوں میں اعصابی اثرات سے اینٹھن اور پھیلاؤ۔

☆ خون کی کمی۔ ☆ بلڈ پریشر کی زیادتی۔ ☆ گاھو۔

☆ زیادہ چکنائیاں استعمال کرنا۔

☆ عام ادویات کے اثرات

☆ موبائل فون کا دل کے مقام پر جیب میں رکھنا۔

☆ لڑائی جھگڑے۔ ☆ گھریلو ناچاقیاں۔

☆ Tension۔ ☆ Tension کا ماحول۔ گھر اور آفس وغیرہ

☆ روحانی امراض۔ ☆ زہریلی سبزیاں۔

☆ جنسی افعال کی زیادتی۔

☆ میاں بیوی دونوں یا کسی ایک کا بیمار رہنا وغیرہ۔

علاج (طب نبوی ﷺ)

☆ جو کا دلیا۔ ہر کھانے میں

☆ سفرجل یا ہی مربع۔ نہار منہ۔ (شہد میں تیار کردہ)

☆ کھجور گھٹلی سمیت کوٹ کر چار دانے دن میں دو بار۔ عجوہ کھجور بھی۔

☆ قسط شیریں آدھ گرام باریک پیس کر دن میں دو بار

☆ زیتون کا تیل ایک چمچ دن میں دو بار۔

☆ برگ حنا چوتھائی گرام پیس کر روزانہ دن میں دو بار۔

☆ شہد ایک چمچ دن میں دو بار نہار منہ

☆ کلونجی آدھ گرام ہفتے میں ایک بار۔

قرآن آیت مبارکہ

ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون. فسبح بحمد ربک و کن من الساجدین. واعبد ربک حتی یاتیک الیقین. (الحجر 99-98-97)

اول آخر درود شریف کے ہمراہ تین بار پڑھ کر دم کر لیں یا پلائیں۔ دن میں تین بار یا کئی بار۔

قلبی ذکر مکمل علاج ہے۔ دوا کو بطور سہارا استعمال کریں اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان دیتا ہے۔

درود شریف ایک ہزار بار روزانہ

استغفار ایک ہزار سے زائد۔

اپنے گناہوں سے توبہ اور کنارہ کے نوافل

ہومیو علاج

Cratagus-30

دل کی تمام امراض' علامات جو اس کالم میں درج ہیں سب کا کامیاب علاج۔ کئی بار۔ یا دن میں دو بار۔

Cactus-30 دل پنجرے میں بند ہو یا شکنجے میں کسا جا رہا ہو اور **Hearth Blockage.** کی علامات میں امدادی دوا۔ دن میں تین بار یا چند خوراکیں۔

ڈاکٹری علاج

امراض دل کے ماہر سے رجوع کریں۔

نوٹ۔ دوا ہمیشہ اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کے بعد استعمال کریں۔ ایلو پیتھک طریقہ علاج نے دل کے علاج۔ تشخیص میں بہت ترقی کی ہے یقیناً قابل تعریف ہے۔

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ موت فنا نہیں بلکہ بقا کی طرف ایک گزرگاہ ہے۔ جسے ہم موت کہتے ہیں یہ عالم برزخ کے لئے پیدائش ہے۔ جیسے انسان شکم مادر سے اس دنیا میں آتا ہے ویسے ہی یہ دنیا برزخ کے لئے ماں کا پیٹ ہے۔ جب یہاں سے جاتا ہے برزخ میں پیدا ہو جاتا ہے اور یہ پیٹ خالی کر جاتا ہے، فنا نہیں ہوتا بلکہ اپنی منزل کی طرف ایک قدم آگے بڑھ جاتا ہے۔ جب ایک قدم اور آگے بڑھے گا تو برزخ سے میدان حشر میں پہنچ جائے گا جب کہیں آخری منزل کو پائے گا یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ منزل کیا ہوگی اور اسے انسان کیسے پائے گا یہ اس مادی عقل کے احاطہ سے باہر ہے۔ یہ مادی عقل وہاں تک نہ کام کرسکتی ہے نہ مادی نگاہ وہاں پہنچ سکتی ہے نہ یہ مادی کان وہاں کی آواز سن سکتے ہیں۔

کنزالطالبین

تعاون

اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف پی سی یارن

پُل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد فون 2-041-266757

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسط نمبر 4

سلسلہ وار......................

قلزم فیوضات حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کے احوال تاریخ تصوف میں اپنی نوعیت کی واحد اور منفرد سوانح

''حیات طیبہ''

سے اقتباس.........

تحصیل علم

حضرت جیؒ کو تعلیم حاصل کرنے کا شوق تو بچپن سے ہی تھا لیکن گاؤں کے ایک دور افتادہ ڈیرے سے روزانہ پرائمری سکول تک بھیجنے کا تردد کون کرتا۔ اوائل عمر میں والد ماجد کی وفات کے بعد کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹانا اور بکریوں کے گلہ کی نگہبانی خاندان کی اولین ترجیح تھی۔ اس طرح آپؒ ابتدائی تعلیم سے محروم رہے۔ جیل کی ملازمت کے دوران پرائمری تعلیم مکمل کرنے کا موقع ملا تو اس کے ساتھ ہی آپؒ دینی کتب کے مطالعہ میں بھی دلچسپی لینے لگے۔ جیل میں بعض اوقات مذاہب باطلہ پر بات چل نکلتی، بالخصوص قادیانیت پر بحث ہوتی جو اس دور کا ایک بڑا فتنہ تھا چونکہ آپؒ کے مزاج میں دینی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس لئے ان مباحث میں خوب حصہ لیتے اور کسی غلط بات کو برداشت نہ کرتے۔

ماہِ صیام آیا تو صلوۃ التراویح کے لئے تلہ گنگ کے قصبہ مصریال سے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا گیا۔ کوہاٹ میں مولانا کے مختلف مساجد میں ختم قرآن کے پروگرام ہوتے۔ جیل منشی ہونے کی وجہ سے حضرت جیؒ راتوں کو فارغ ہوتے اس لئے مولانا کے ہر پروگرام میں باقاعدگی سے شریک ہوتے تھے۔ دوران نشست آپؒ مولانا سے خوب سوالات کرتے جو اکثر ادیان باطلہ سے متعلق ہوا کرتے۔ یہ سوالات مشکل نوعیت کے ہوتے اس لئے تنگ آ کر ایک روز مولانا نے حضرت جیؒ سے کہا۔

''عزیز! گل ایہہ وے۔ اگر تو اں جرح کرنا ایں تے پڑھ'' (عزیز! بات یہ ہے کہ اگر تم نے سوال کرنے ہیں تو خود علم حاصل کرو)

حضرت جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جیل میں جب مختلف فرقوں بشمول مذاہب باطلہ کا لٹریچر پڑھتا تو اپنی وافر تحقیق و تعلیم نہ ہونے کی بنا پر جو کچھ پڑھتا' اسے درست سمجھنے لگتا۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالرحمٰن کے درجات بلند فرمائے' انہوں نے حضرت جیؒ کو رغبت دلائی کہ اگر مذہبی تحقیق کرنی ہے تو خود علم حاصل کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

یہ حضرت جیؒ کی زندگی کا نہایت اہم موڑ تھا جب دورانِ ملازمت آپؒ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی اثناء میں داروغہ جیل سے جھگڑا ہوا تو ملازمت سے جان چھوٹی' گویا آپؒ کے ارادے کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حالات کا رخ موڑ دیا۔ حضرت جیؒ کا بچپن اور لڑکپن جو تحصیل علم کا زمانہ ہوا کرتا ہے' تعلیم کے بغیر گزرا۔ پرائمری تعلیم کی تکمیل اوائل جوانی میں ہوئی اور جب عمر عزیز کے دو عشرے مکمل ہو چکے تھے تو آپؒ نے ملازمت سے فراغت کے بعد دینی تعلیم کے حصول کا ارادہ فرمایا۔

اکثر سوانح میں بطور فضیلت یہ تذکرہ ملتا ہے کہ فلاں بزرگ کی پیدائش مسجد کے حجرہ میں ہوئی' چلنا شروع کیا تو پہلا قدم صحن مسجد میں رکھا اور ظاہری علوم کی تکمیل تک باہر کی دنیا کی خبر نہ ہوئی۔ یہ عظمت کا ایک پہلو ہے۔ بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے کان میں پڑنے والی پہلی آواز قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم۔ ہو لیکن اس کے مقابل اس شخص کی عظمت کا کیا کہنا جو بچپن سے ان روح پرور جملوں کو ترسا کرے مگر اس کی تڑپ میں وہ شدت اور طلب میں اس قدر خلوص ہو کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

زندگی کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد جب یہ آواز سنے تو برسوں کی مسافت چندروز میں طے ہو جائے اور ابتدائی چند دروس میں ہی قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم. اس کا حال بن جائے۔

حضرت جیؒ کے ہاں عظمت کا یہ دوسرا پہلو نظر آتا ہے۔

جیل کی ملازمت ختم ہونے کے بعد حضرت جیؒ نے چکڑالہ میں اٹھائیس دن مختصر قیام فرمایا جس کے بعد والدہ ماجدہ سے دینی تعلیم کے لئے مسافرت کی اجازت چاہی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بزرگ ہستی پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جس نے بصد شوق اجازت مرحمت فرما دی۔ آپؒ کے ایک قریبی عزیز اور بچپن کے ساتھی نور محمد بھی ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

ایک رات آپؒ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ان کے ہاں تشریف لائے اور دو تھیلیاں سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے کے لئے ہیں۔ حضرت جیؒ کی والدہ نے نور محمدؐ کے لئے بھی طلب کیں تو انہوں نے گھر کے صحن میں زمین پر عصا مارتے ہوئے فرمایا۔

"کیا یہاں بھی کچھ اُگ سکتا ہے؟"

دو تھیلیوں سے مراد علوم ظاہر و باطن تھے اور حضرت جیؒ نے وقت آنے پر ان دونوں علوم میں کمال حاصل کیا۔

بابا نور محمد

حضرت جیؒ کے بچپن کے دوست بابا نور محمد علم حاصل کرنے میں تو حضرت جیؒ کا ساتھ نہ دے سکے لیکن ان کے نصیب میں آپؒ کا مستقل ساتھ لکھ دیا گیا۔ زندگی میں دوستی کا حق اس طرح ادا کیا کہ حضرت جیؒ کا مہمان بننے کی سعادت جس کو بھی ملی، وہ بابا جی کے حسنِ سلوک اور پُرخلوص خدمت کو فراموش نہ کر سکا۔

قریبی عزیز ہونے کی وجہ سے ان کا حضرت جیؒ کے ہاں آنا جانا تھا اور احباب کی میزبانی کے فرائض بھی ان کے سپرد تھے۔ حضرت جیؒ کے ہر مہمان کے آرام اور کھانے پینے کا خیال رکھتے اور ضروریات سے حضرت جیؒ کو مطلع کرتے۔ ایک مرتبہ کرنل محبوبؒ چکڑالہ میں حضرت جیؒ کے ہاں قیام پذیر تھے۔ رات کے کھانے میں کرنل صاحب کو دو روٹیاں ملیں تو انہوں نے سحری کی نیت سے ایک روٹی تکیے کے نیچے سنبھال لی۔ بابا نور محمد یہ دیکھ رہے تھے۔ پوچھنے پر روزے کی نیت کا پتہ چلا تو حضرت جیؒ کو اطلاع کی۔ آپؒ نے کرنل صاحب کے لئے خاص طور پر سحری کے لئے چائے اور پراٹھے بھجوائے اور اس طرح بابا نور محمد کو سحری کے وقت پھر خدمت کا موقع مل گیا۔ ساتھیوں کی اس بے لوث خدمت اور حضرت جیؒ کی رفاقت کا یہ صلہ پایا کہ جب ان کی وفات کے موقع پر حضرت جیؒ کو ملتان اطلاع کی گئی تو آپؒ نے ہدایت فرمائی کہ بابا جی کو آپؒ کی زمین میں فلاں درخت کے نیچے دفن کیا جائے اور میری بھی آخری آرام گاہ وہیں ہوگی۔ اس طرح انہیں حضرت جیؒ کی دائمی رفاقت بھی نصیب ہوئی۔

بابا جی انتہائی کم گو تھے۔ زندگی میں ان کے جذبات کی ترجمان وہ زیرِ لب مسکراہٹ ہوا کرتی جو حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کے لئے پیغام محبت تھی۔ بابا نور محمد آج بھی خاموش ہیں اور بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ حضرت جیؒ کے قرب میں کون آسودہ خاک ہے لیکن بابا جی کی قبر یہاں حاضری دینے والے ہر زائر کو زبانِ حال سے یہ پیغام دے رہی ہے کہ ان عظیم ہستیوں کا دامن جو ایک بار تھام لے وہ اسے چھوڑا نہیں کرتے۔

هم الجلساء لا يشقىٰ جليسهُم او كما قال رسول اللهﷺ

ان کی مجلس میں بیٹھنے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اس دور میں آج کی طرح باقاعدہ دینی مدارس نہ تھے۔ انگریز کے ہاتھوں اسلامی ریاستوں کی بربادی کے بعد مسلم سلاطین کے زیر کفالت چلنے والا نظام درس و تدریس بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا تھا۔ اساتذہ منتشر تھے اور کتابیں نابود ہو گئی تھیں۔ ان حالات میں علم کے متلاشی جہاں کہیں کسی عالم کی خبر پاتے، اس کے پاس پہنچ جاتے۔ جس صنف علم کا وہ ماہر ہوتا، اسے حاصل کرتے اور بقیہ علوم کی تحصیل کے لئے تلاش کا سفر جاری رہتا۔ حصول علم کی لگن حضرت جیؒ کو بھی قریہ قریہ لے گئی۔

حضرت جیؒ نے تحصیل علم کی ابتدا غالباً 1925ء یا اس سے ایک دو سال بعد بھیرہ سے کی۔ اس کے بعد ضلع سرگودھا میں لنگر مخدوم، چک نمبر 10، موضع

www.naqshbandiaowaisiah.com

شاہر، کوٹ فتح خان، ڈیرہ جاڑہ اور اس کے بعد جلہ مخدوم تشریف لے گئے۔

جن دنوں آپؒ جلہ مخدوم میں تعلیم حاصل کر رہے تھے، کوہاٹ میں جیل حکام کو خیال آیا کہ داروغہ جیل پر حملہ ایک سنگین جرم تھا جس پر حضرت جیؒ کو نوکری سے برخواست کرنے کی سزا کافی نہ تھی۔ دوبارہ وارنٹ جاری ہوئے اور پولیس نے آپؒ کی گرفتاری کے لئے جلہ مخدوم پہنچی لیکن آپؒ کے استاد محترم کو بروقت اطلاع ہوگئی۔ انہوں نے آپؒ کو فوراً رخصت کیا اور اس طرح حضرت جیؒ پولیس کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ جلہ مخدوم سے حضرت جیؒ پنڈی گھیب آ گئے لیکن یہاں صرف چند روز قیام فرمایا۔

حضرت جیؒ کو جہاں کہیں کسی عالم کی خبر ملتی، اُدھر کا رخ کرتے۔ چکوال کے نواح میں موہڑہ کورچشم کے مولانا محمد اسماعیل علاقہ بھر میں اپنی علمی پہچان رکھتے تھے۔ آپؒ 29-1928ء میں ان کی درسگاہ میں پہنچے اور مولانا کے سامنے صحیح بخاری کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے گزارش کی کہ میں ان کا مطلب سمجھنا چاہتا ہوں، کئی علما کے سامنے اشکال پیش کئے ہیں لیکن کوئی بھی شافی جواب نہ دے سکا۔ مولانا نے آپؒ کو اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن تہجد کے وقت آنے کے لئے کہا۔ تہجد کی نشست میں حدیث مبارکہ پر جامع گفتگو ہوئی۔ شاگرد رشید نے استاد کو پہچانا اور استاد جوہر شناس کو اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان کوئی عام طالب علم نہیں۔ تہجد کے وقت کی یہ علمی گفتگو دراصل اس فیصلہ کی بنیاد تھی کہ آپؒ کا اگلا مکتب موہڑہ کورچشم ہوگا۔ یہاں حضرت جیؒ نے مسلسل تین برس قیام فرمایا اگرچہ علمی مباحث کے لئے اس کے بعد بھی موہڑہ کورچشم تشریف لاتے رہے۔

کوٹ فتح خان میں حضرت جیؒ نے دیوبند سے فارغ التحصیل ایک استاد المعروف 'رام پور والے مولوی صاحب' سے صرف ونحو کی تراکیب سیکھنے کے لئے استفادہ کیا۔ فارسی کتب بھیرہ اور سرگودھا کے قریب چک نمبر 10 اور لنگر مخدوم میں پڑھیں۔ نحوی تراکیب کے لئے موضع شاہراہ اور چک نمبر 10 میں زیادہ وقت لگایا۔ اسی مقصد کے لئے پنڈی گھیب بھی گئے لیکن مطمئن نہ ہو سکے اور چند روز بعد واپس لوٹ آئے۔

لنگر مخدوم میں تعلیم کے دوران حضرت جیؒ کا تعلق مولانا محمد مخدوم سے رہا۔ یاد رہے کہ لنگر مخدوم میں صدیوں سے مخدوم خاندان کی زیر سرپرستی درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں یہاں مخدوم عبدالکریمؒ سے لاہور کے مشہور بزرگ خواجہ محمد اسماعیل سہروردیؒ المعروف میاں وڈاؒ نے بھی ظاہر تعلیم حاصل کی تھی۔

1932ء میں حضرت جیؒ نے دورہ حدیث کے لئے مسجد خواجگان ڈلوال (نزد کلر کہار) میں قیام فرمایا۔ یہاں مولانا سید امیرؒ فاضل دیوبند سے دورہ حدیث مکمل کیا جس کے بعد آپؒ کی دستار بندی ہوئی۔ مولانا سید امیرؒ انتہائی متقی بزرگ تھے۔ آخر عمر میں تپ دق کے عارضہ میں مبتلا ہوئے تو ایک صاحب ثروت عقیدت مند علاج کے لئے لاہور لے آئے لیکن ہسپتال میں بے پردہ نرسوں کو دیکھا تو بغیر علاج واپس چلے گئے۔

ڈلوال میں قیام کے دوران حضرت جیؒ کو ڈھیری سیداں کے مقام پر اپنی زندگی کے پہلے مناظرہ میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ اس مناظرہ کے لئے آپؒ پہلے سے تیار نہ تھے۔ لیکن جب آپؒ نے اہل سنت کے مناظر کو لاجواب ہوتے پایا تو مناظرہ میں شریک ہونا پڑا۔ اس مناظرے میں زبردست کامیابی کے بعد حضرت جیؒ پہلی بار عوامی سطح پر متعارف ہوئے۔

حضرت جیؒ نے مختلف اساتذہ سے استفادہ کیا اور سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد درس نظامی اور عربی وفارسی کی جملہ کتب کی تکمیل کے علاوہ علوم دگر، صرف ونحو، منطق، تفسیر وحدیث، فن مناظرہ اور رد مذاہب باطلہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ اساتذہ آپؒ کی خداداد صلاحیتوں کے معترف تھے۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ استاد سے ایک مرتبہ سبق سن لینے کے ساتھ ہی ازبر ہو جاتا اور دہرانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ کبھی کبھار طلبا کے ساتھ مل کر دہراتے تو انہیں گمان ہوتا کہ آپؒ نے ساری کتابیں پہلے سے پڑھ رکھی ہیں اور اب محض دہرائی کر رہے ہیں۔ چونکہ دوسرے طالب علموں کی نسبت عمر میں بھی کافی فرق تھا اس لئے اکثر طلبا یہ ماننے کو تیار نہ تھے کہ ان کی طرح آپؒ بھی یہ اسباق پہلی مرتبہ پڑھ رہے ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار..........

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہٗ کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟..........

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

"غبار راہ"

قسط نمبر 9

۲۷ جنوری ۱۹۸۹ء

آج جمعۃ المبارک تھا' رات کافی لوگ آئے۔ چھٹی تھی' حرم شریف میں بھی بھیڑ حج کی طرح ہوگئی' علی الصبح درس قرآن ہوا آج سورہ کہف کی چوتھی آیت نمبر ۲۷ بیان کی جس کا مفہوم اس طرح سے ہے کہ آپ خود کو ان لوگوں کے ساتھ رکھیئے جو صبح وشام یا رات دن اللہ کو اس کی رضا کے لئے یاد کرتے ہیں اور کسی بھی دنیاوی فائدے کے لئے ان کی طرف توجہ کم نہ کیجئے۔ نیز جن لوگوں کے قلوب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اُن کی پرواہ مت کیجئے کہ ان کی بات تو بگڑ چکی۔

اس آیہ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کو خطاب فرمایا جا رہا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بالالتزام ایسے لوگوں کے ساتھ رکھیئے "واصبر" صبر سے مراد ہوتا ہے باگ کھینچ کر روک لینا یعنی پوری کوشش کر کے کوئی کام کرنا' اگرچہ ہمارے ہاں تو صرف ایک معنیٰ اکثر لیا جاتا ہے کہ موت یا نقصان پر شور نہ کرے تو کہتے ہیں صبر کیا' مگر شرعاً اطاعتِ الٰہی پر کاربند رہنے کو صبر کرنا کہا جاتا ہے اور یہاں یہ معنیٰ نہایت موزوں ہے کہ اپنے آپ کو بالالتزام ایسے لوگوں کے ساتھ رکھیے جو رات دن یعنی ہر آن اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں اور یہ اہتمام محض اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔

یہ آیہ کریمہ حجرہ مبارک میں نازل ہوئی یعنی حجرہ مبارک' جس پر سبز گنبد بنا ہوا ہے۔ یہ سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارکہ تھا۔ آپ ﷺ حجرہ مبارک سے مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے ذکر کر رہے تھے تو فرمایا............ اللہ کا شکر ہے' مجھے جیسے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ویسے لوگ بھی عطا فرما دیئے۔

آج جو لوگ ذکر کرنا نہیں چاہتے' اُن کا سوال ہوتا ہے کہ کیا صحابہ کرام ذکر کرتے تھے؟ کیا آپ ﷺ ذکر کیا کرتے تھے؟ حالانکہ یہ سب کچھ ثابت ہے اور کتاب الٰہی میں حکم موجود ہے۔ سنت میں عمل موجود ہے محض نہ کرنے کے بہانے ہیں ورنہ علماء ربانی نے تو ذکر قلبی کو مسلمان مردوں اور خواتین کے لئے واجب لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب اللہ کا مطالبہ ہی یہی ہے۔ رات دن ہر وقت سوائے اس کے کہ قلب ذاکر ہو ذکر ممکن ہی نہیں۔

بہر حال اس موضوع پر بہت دفعہ بات ہو چکی ہے۔ یہاں تو بات ہو رہی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ تو رحمت اللعالمین ہیں۔ آپ کا قلب اطہر تو کفار کے لئے پریشان ہو جایا کرتا تھا۔ اور مومنین کے لئے تو آپ ﷺ تھے ہی رؤف ورحیم' اس کے باوجود ذاکرین کے لئے بطور خاص ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ ان میں تشریف فرما ہوا کریں اور اس کے لئے دنیا کا بڑے سے بڑا فائدہ قربان کرنا پڑے تو کر گزریں۔ سبحان اللہ! یہاں کوئی بڑے سے بڑا ذاکر اپنی حیثیت' اپنا ذکر اور اپنی محنت دیکھے اور پھر آپ ﷺ کی عظمت' شان' رفعت مقامات کا تصور کرے اور اللہ کی عطا دیکھے کہ کس عظیم انعام سے نوازا جا رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ اتنی بڑی بات ہے جس کا احاطہ کرنا ہماری عقول کا کام ہے نہ ہمارے علوم کے بس میں۔ اور نہ ہی یہاں عقل وخرد دم مار سکتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ کوئی کہے یہاں مطلق ذکر کی بات ہے آپ خواہ مخواہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسے ذکر قلبی کی طرف لے گئے۔ تو اگلی بات پہ توجہ کرنے سے بات کھل جاتی ہے کہ ارشاد ہوا جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے ان کی پرواہ نہ کریں تو ایک بات تو یہ متعین ہوگئی کہ بات قلبی ذکر ہی کی ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ پتہ چلا کہ قلبی ذکر کا نصیب نہ ہونا اللہ کی طرف سے بعض گناہوں کی سزا کے طور پر مسلط فرمایا جاتا ہے کہ یہاں غفلت عن الذکر کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ

"جن کے قلوب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا آپ ان کی بات پر کاہ اہمیت نہ دیں کہ ان کی بات بگڑ چکی ہے۔"

اللہ کریم اپنی یاد میں زندہ رکھے اور خطاؤں سے درگزر فرمائے! آمین

آج دن دس بجے حرم شریف چلے گئے' جمعہ تک وہیں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بہت بھیڑ اور بڑی رونق تھی۔ اللہ ان گھروں کو ہمیشہ آباد رکھے! اب عشا کی اذان ہو رہی ہے اور کمرے کی کھڑکی سے حرم نبوی اور گنبد خضرا کا بہت خوبصورت منظر سامنے ہے۔

آج بہت سے لوگ عشا کے بعد رخصت ہو رہے ہیں کچھ کل جائیں گے اور پھر اپنی باری بھی چلنے کی آجائے گی یہی اس عالم کا نظام ہے۔

۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء

الحمدللہ! نیا دن آیا اور نئی مصروفیات بھی لایا۔ یہاں کی راتیں بھی اور دن بھی ہمیشہ یادگار ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں دُور دُور تک عمارتیں صاف کر دی گئی ہیں اور اب دور دور سے گنبد خضرا کے نظارے نصیب ہوتے ہیں ہم یہاں چھٹی منزل پہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ رات کو روشنیوں کا شہر ہوتا ہے اور سبز گنبد کی الگ بہار نظر آتی ہے دن کو سورج نکلتا ہے تو اس کے حسن پہ نچھاور ہونے لگتا ہے۔ رات دن اٹھتے بیٹھتے نظر قربان ہو ہو جاتی ہے اور بے اختیار صلوۃ وسلام زبان پہ جاری ہو جاتا ہے۔

آج ایک امریکی دوست نے گھر فون پر بات کی۔ بیوی نے بتایا کہ یہاں بہت برف پڑ رہی ہے تو کہتا ہے'

بھئی! میں جنت سے بول رہا ہوں اور وہاں واپس آنا نہیں چاہتا۔

اُس نے سو فیصد سچ کہا کہ یہی شہر خوباں ہے جہاں جنت کے باغوں میں سے باغ بھی ہے اور جہاں جنت کے باسی ہی نہیں جنت بانٹنے والے بھی تشریف رکھتے ہیں ﷺ

بچے والدہ کے ساتھ حرم شریف گئے ہیں۔ روضہ اطہر پہ ہدیہ سلام نچھاور کرنے اور میں آج کے درس کی چند سطور نقل کرنے چلا ہوں' اللہ ہی کی طرف سے سب توفیق ہے اور وہی کارساز حقیقی ہے۔ آج سورۃ حج کی گیارہویں آیہ مبارک تلاوت کی جس کا مفہوم کچھ ایسے ہے کہ

" کچھ لوگ اللہ کی عبادت مشروط انداز میں کرتے ہیں' اگر تو کام بن گیا کوئی مقصد پورا ہو گیا یا کسی خواہش کی تکمیل ہوگئی تو مطمئن ہو گئے اور اگر کسی امتحان و آزمائش میں پڑ گئے تو سب کچھ چھوڑ بیٹھے ایسے لوگ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں خسارہ پاتے ہیں' جو بہت بڑا نقصان ہے"۔

عبادت دراصل اس اطاعت کا نام ہے جو کسی سے نفع کی اُمید پر یا اس سے ڈر کر کی جاتی ہے۔ اسی لئے اگر ہم کسی کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں تو یہ اس کی عبادت قرار پائے گی' حتیٰ کہ اللہ کے حکم کے خلاف اپنی خواہشات کی اطاعت کو خواہشات کی عبادت قرار دیا گیا تو گویا اطاعت کرنے والا اپنے محتاج ہونے کا اقرار کرتا ہے اور جس کی عبادت کرتا ہے اُسے حاکم تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ مطالبہ درست نہیں ٹھہرتا کہ عبادت کے بعد توقع رکھے اب اللہ کریم ایسا ہی کریں گے جیسا میں کہوں گا۔ یہ تو معاملہ ہی الٹ گیا گویا پہلے اُس نے عبادت کی تھی اب اللہ اس کی عبادت کرے تو یہ باطل ہے اور تمام مذاہب باطلہ کی بنیاد ہی اسی فلسفے پر ہے کہ ہر عبادت کے ساتھ کوئی نہ کوئی دنیا کا معاملہ ہی جوڑ رکھا ہے اسلام اس سے بہت آگے لے جاتا ہے۔ اور عبادت کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ اللہ کریم عبادت کا مستحق ہے۔ اس کی شان ایسی ہے اُس کی ذات ہی ایسی ہے اس کے احسان ہی اتنے ہیں کہ اس کی عبادت کی جائے' اس کی اطاعت کی جائے لہذا ہر عبادت اطاعت ہوگی یعنی از خود بنانا درست نہیں جس طرح کرنے کا حکم ملے' ویسے کی جائے گی اور ہر اطاعت عبادت قرار پائے گی۔ دعا بھی اطاعت وعبادت دونوں چیزوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

کا مجموعہ ہے اس لئے کثرت سے دعا کرنے کا حکم ہے۔ مگر ان تمام عبادات' اطاعات اور دعاؤں سے کیا ملتا ہے؟ جب کرنا تو اللہ نے وہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔ تو سنیں! اس کا صلہ قرب الٰہی' رضائے الٰہی اور وہ حوصلہ ہے جو ان عبادات کے طفیل ملتا ہے اور جو کچھ اللہ کی طرف سے آئے اُسے برداشت کرنے کی قوت نصیب ہوتی ہے' اگر غریبی و مفلسی ہو یا بیماری اور سفر تو بھی' امارت اور شان وشوکت یا حکومت وسلطنت ہو تو بھی انسان اسی خشوع وخضوع کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں سجدوں کی لذت سمیٹتا رہتا ہے' جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو قرآن حکیم کے مثالی مسلمان ہیں مکہ مکرمہ کی مشکل ترین زندگی میں اور ہجرت کے کٹھن سفر میں بھی مدینہ منورہ کی شروع کی پُر خطر حیات میں بھی اور پھر بہت بڑی سلطنت کے مالک ومختار بن کر بھی اسی خشوع وخضوع سے سجدہ ریز رہے جو قرب الٰہی کا ثمر اور عبادت کا پھل کہا جا سکتا ہے' کبھی مکہ کا مہاجر اسی مسجد نبوی میں بیٹھ کر چین سے ہسپانیہ تک اور افریقہ سے سائبیریا تک کا حکمران بھی تھا۔ مگر ہر دو حال میں اپنے رب سے اس کا تعلق ویسا ہی رہا ہے اگر کوئی اس راز کو نہ پا سکے اور محض دنیا کمانے کے لئے یا خواہشات کی تکمیل کے لئے چلہ کشیاں کرتا بھی رہے تو اول تو وہ خواہشات پوری نہ ہونے پر یہ سب چھوڑ چھاڑ بیٹھتا ہے اور خواہشات اتفاقاً چلے سے مطابقت پا جائیں ورنہ تو قانون قدرت کے تحت ہی پوری ہوتی ہے اور اگر نہ بھی چھوڑے تو ان خرافات پر اللہ کی بارگاہ میں کوئی اجر ملتا ہے نہ دنیا میں بھلا ہوتا ہے بلکہ دنیا و آخرت ہر دو عالم میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور یہ نقصان بہت بڑا نقصان ہے۔

اللہ کریم اس سے پناہ دیں اور اپنی رضا کے لئے اپنی عبادت کرنے کی توفیق بخشیں! آمین۔

۲۹ جنوری ۱۹۸۹ء

آج بھی حسب معمول بعد از فجر درس قرآن ہوا' آج کا موضوع تھا' معاشرے کی اصلاح کا اسلامی طریقہ' اگرچہ آج کی مادی ترقی نے عجیب غریب ایجادات بھی دی ہیں حتے کہ ایسی مشینیں وجود میں آ چکی ہیں جو بات سن کر بتا دیتی ہیں کہ بولنے والے نے سچ کہا یا جھوٹ بولا۔ خفیہ کیمروں اور وائرلیس کے ذریعے رابطے نے پولیس کے کام میں بھی بہت آسانی پیدا کر دی ہے۔ مجرموں اور جرائم کا کھوج لگانے کے جدید طریقے اور پھر ایسے ممالک' جہاں حکومت واقعی جرائم کا سدباب کرنے میں پوری طرح کوشاں ہے۔ رشوت یا سفارش پر کوئی مجرم نہیں بچ سکتا۔ مگر ان تمام کوششوں کے باوجود اگر جرائم کی شرح دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے۔ اور ایسے بھیانک اور گھناؤنے جرائم ہوتے ہیں کہ انسان سن کر لرز اٹھتا ہے اس لئے کہ کیمرے کی آنکھ میں دھول جھونکی جا سکتی ہے' پولیس اور حکومتی اداروں کی نگاہوں سے چھپا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذرا موقع ملا اور واردات ہو گئی۔ مگر اسلام سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانے کی سعادت بخشتا ہے' وہ اللہ جو سب کا خالق بھی ہے' مالک بھی ہے' پھر ابدی اور دائمی زندگی کی خبر دے کر اس کے یقین سے سرشار کرتا ہے۔ جس کے مقابلے میں یہ زندگی محض ایک آزمائش ہے۔ جس نے اس عالم میں اللہ کریم کے احکام کی بجا آوری کا اہتمام کیا اس نے آخرت کی دائمی راحتوں کو پا لیا۔

اب معاشرے میں ہر فرد کے لئے حقوق مقرر فرماتا ہے اتنے حسین اور پیارے انداز سے کہ کافر ومنکر کو بھی اپنی محرومی کا احساس نہیں ہوتا' اس کے انسانی حقوق کا تعین بھی کر دیتا ہے اس حکومت کو ان قوانین' حقوق کی نگہداشت کا فریضہ سونپ کر فارغ نہیں ہو جاتا بلکہ بندے سے بات یہ کرتا ہے کہ ایک تو قانون توڑنے کی سزا حکومت دے گی جو ہر حال میں حکومت کو پورے پورے انصاف کے ساتھ دینی چاہئے۔

اس کے ساتھ تمہارا رب ایسا ہے جو ہر جگہ ہر حال میں موجود ہے اور تم اس کی نگاہ سے ہرگز پوشیدہ نہیں ہو' لہٰذا قانون اسلام کو توڑ کر اللہ سے دشمنی کا ارتکاب کرو گے کہ اس کے روبرو اس کے احکام کو پامال کرنے والا اُس کا دشمن ہی ہو سکتا ہے۔ یعنی گناہ' اپنا نقصان' دوسرے کی حق تلفی' حکومت سے سزا کا باعث اور سب سے بڑھ کر دشمنی' جو بہت ہی خطرناک انجام کا باعث ہوگی۔ لہٰذا معاشرتی انصاف کو قائم رکھنے کے لئے اس نتیجے سے بھی مطلع فرما دیا جو ایسے لوگوں کو یوم حشر پیش آئے گا۔ (جاری ہے)